GILLETTE & L'ORÉAL,

WOMEN USA

VOL. IV

Missouri • Montana • Nebraska • Nevada
New Hampshire • New Jersey
New Mexico • New York



FERDINANDO FREGA

GILLETTE & L’ORÉAL, WOMEN USA — VOL. IV

L’ORÉAL THROUGH GILLETTE · 12

میزوری، مونٹانا، نیبراسکا، نیواڈا، نیو ہیمپشائر، نیو جرسی، نیو میکسیکو، ریاست نیو یارک۔ امریکی سفر کا چوتھا مرحلہ، میدانوں سے مشرقی ساحل تک۔

باب صفر — مشترک آغاز

یہ ابتدائی باب Women of the United States کی چھے کی چھے جلدوں میں مشترک ہے۔ اسے یہاں پورا دیا گیا ہے، اور سمیٹ کر رکھا گیا ہے تاکہ سلسلہ بغیر تکرار کے ترتیب سے پڑھا جا سکے۔

باب صفر

یہاں دنیا کوئی خطہ نہیں: ایک حد ہے۔ قطبِ شمالی خوش آمدید نہیں کہتا، معاف نہیں کرتا، غلطی کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ سفیدی ایک مطلق ہستی کی طرح راج کرتی ہے، خاموش اور بے حافظہ۔ درجۂ حرارت کوئی موسمیاتی عدد نہیں: ایک شکاری ہے۔ رات مہینوں چلتی ہے، خیالات کو کچل دیتی ہے، لوگوں کے خدوخال بگاڑ دیتی ہے، اُن کا ارادہ نگل جاتی ہے۔

بستیاں کم ہیں، چھوٹی اور بند۔ اِنوئٹ، یوپک، آرکٹک کی قومیں وہاں رہتی ہیں جہاں کوئی رہنا پسند نہ کرے۔ یہاں ہر فرد گروہ کی بقا کے لیے ضروری ہے۔ اگر تم کام کے نہیں تو بوجھ بن جاتے ہو۔ اور جو بوجھ بن جاتے ہیں وہ خاموشی میں، برف میں، ایک ایسے ماحول کی منطق میں غائب ہو جاتے ہیں جو کوئی رعایت نہیں کرتا۔

سائنسی مراکز ایک اور طرح کی ٹھنڈک لے آتے ہیں: درجہ بندیوں کی۔ یہاں عورت کم ہی دکھائی دیتی ہے، ایک بے قاعدگی جسے ڈھلنا ہے یا ہار جانا ہے۔

اس جگہ "گمشدگی" کا تصور موجود ہی نہیں۔ صرف سفیدی ہے جو سب کچھ مٹا دیتی ہے۔

اِنوئٹ اور یوپک عورتیں

آرکٹک کی لڑکی کو لاڈ نہیں کیا جاتا: تیار کیا جاتا ہے۔ وہ جلد ہی سردی، اندھیرے اور بھوک کو سہنا سیکھ لیتی ہے۔ اُسے قبیلے کے کام کا بننا ہے، کیونکہ یہاں شناخت ذاتی نہیں ہوتی۔ وہ کام سے بنتی ہے۔ عورت خاندان اور برادری کا بوجھ اٹھاتی ہے: کھانا، آگ، بچے، کھالیں، دیکھ بھال۔ کوئی حقوق کی بات نہیں کرتا۔ کوئی نزاکت کی بات نہیں کرتا۔ افسردگی موجود ہے، مگر اُس کا کوئی نام نہیں۔ تشدد موجود ہے، مگر اُس کا کوئی گواہ نہیں۔

سائنسی مراکز کی عورت

پڑھی لکھی، قابل، نظم و ضبط کی عادی۔ وہ محققہ، تکنیکی ماہر اور ڈاکٹر بن کر آتی ہے۔ جلد ہی جان لیتی ہے کہ قطبِ شمالی ڈگریوں کو نہیں مانتا۔ یہاں صرف ذہنی سختی کی قدر ہے۔ مردانہ درجہ بندیاں اُس پر حاوی رہتی ہیں، اور کمزوری کی ہر علامت کو کمزوری ہی سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایسا ماحول ہے جہاں طاقت کافی نہیں: انتہائی ضبطِ نفس درکار ہے۔

مغربی "باہر کی" عورت

آزادی میں پلی بڑھی، وہ یہ سمجھ کر آتی ہے کہ سردی کو فتح کر لے گی۔ مگر یہ جگہ اُسے توڑ دیتی ہے: تنہائی، تنگ جگہیں، نہ ختم ہونے والی خاموشیاں۔ مراکز برادریاں نہیں، مشینیں ہیں۔ اور مردوں کی بنائی ہوئی مشین کے اندر عورت کو غائب نہ ہونے کے لیے لڑنا پڑتا ہے۔

دنیا کے کنارے تک کا سفر

میرا پڑوسی انتونیو، جسے سب نینو کہتے تھے، برسوں سے نارتھ کیپ کی، آدھی رات کے سورج کی، اندھیرے کے بغیر مہینوں کی باتیں کرتا آیا تھا۔ یہ ایک خواب تھا جو اُس نے جیب میں سنبھال رکھا تھا، کسی ناممکن چیز کی طرح۔ مئی کی ایک صبح میں نے اُس کی گھنٹی بجائی اور صرف اتنا کہا: "سوٹ کیس باندھ لو۔ میں ایک گھنٹے میں واپس آؤں گا۔ ہم 30 دن میں

لوٹیں گے۔" اُس نے حیران، خوش ہو کر مجھے دیکھا۔ اُس کی بیوی نے فکرمند ہو کر پوچھا کہ ہمارا ارادہ کیا ہے۔ "ایک خواب کا پیچھا،" میں نے جواب دیا۔

ہم گاڑی میں بیٹھ گئے۔ ہماری بیویوں نے ہمیں یوں دیکھا جیسے ہم پاگل ہوں۔ مگر یہ سفر حقیقی تھا۔ نینو سوالوں سے بھرا ہوا تھا۔ "ہم کہاں جا رہے ہیں؟ کتنے پیسے ساتھ لوں؟" "آرام سے،" میں نے کہا۔ "ہم 54 گھنٹوں میں پہنچ جائیں گے۔ صرف 5000 کلومیٹر۔ ہم نئی Range Rover میں ہیں۔ سفر کا مزہ لو۔"

ہر 300 کلومیٹر پر مجھے رکنا پڑتا: وہ مجھ سے بارہ برس بڑا تھا، اُس کی اپنی رفتار تھی۔ میرے پاس پانی اور مشروبات تھے؛ اُس کے پاس کافی اور جسمانی حاجتیں۔ اور ہم جتنا آگے بڑھتے، وہ اتنا ہی اپنی زندگی کی باتیں کرتا۔ ایسی باتیں جو اُس نہ ختم ہونے والی سڑک کے بغیر میں کبھی نہ جان پاتا۔

گاڑی میں اکیلے دو مرد، ہمیشہ عورتوں کی باتیں کرتے ہوئے۔ وہ اپنی بیوی کے سوا کسی کو جانتا ہی نہ تھا۔ میں ہنس پڑا۔ میں نے اُسے تسلی دی: "ہم بھی ایسے ہی ہیں۔"

اُس نے پوچھا کہ 60 گھنٹے گاڑی چلاتے ہوئے میں ہوش میں کیسے رہ لیتا ہوں۔ میں نے اُسے روس کا قصہ سنایا، جب 22 برس کی عمر میں میں نے ایک ایسی عورت سے ملنے کے لیے 51 گھنٹے گاڑی چلائی تھی جسے میں کبھی ملا نہیں تھا۔ "فاصلے حد نہیں ہوتے،" میں نے اُس سے کہا، "بہانے ہوتے ہیں۔ میرے پاس کبھی کوئی بہانہ نہیں رہا۔"

سفیدی میں آمد

ہم ناروے میں داخل ہوئے۔ سڑک کنارے ایک ہوسٹل۔ گاڑی وہیں چھوڑ کر ہمیں سلیج پر آگے جانا تھا۔

گائیڈ سر سے پاؤں تک ڈھکی ہوئی تھی، ناقابلِ رسائی۔ جب اُس نے عینک اتاری تو مجھے پتا چلا کہ وہ عورت ہے۔ ایک نارویجن عورت، خاموش، دو ٹوک، برفیلی۔ نینو سلیج کے بیچ میں، وہ آگے، اور میں، 190 سینٹی میٹر کا، سب سے پیچھے۔

ابھی دن کی روشنی تھی۔ میری گھڑی وقت بتا رہی تھی، مگر یہ نہیں بتا رہی تھی کہ رات ہے یا صبح۔ یہ آدھی رات کا سورج تھا۔ ہم نارتھ کیپ پہنچ گئے تھے۔

نینو رو پڑا۔ اُس نے مجھے گلے لگا لیا۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا، "دھیان سے... لوگ سمجھیں گے ہم گے ہیں۔" ہم ہنس پڑے، مگر ہم دنیا کے کنارے پر تھے۔

پھر پالا آیا: −52°C۔

اصل آرکٹک میں داخلہ

وہ ہمیں کپڑے بدلنے کے لیے دھات کے ایک کنٹینر میں لے گئے۔ انتہائی بھاری، گدّے دار سوٹ، پیچیدہ زپوں سے بند۔

گائیڈ کی اجرت میں نے ادا کی۔ نینو کو کچھ مردوں کے ساتھ ایک اِگلو میں چھوڑ دیا گیا؛ مجھے ایک خاندان کے ساتھ دوسرے میں: ایک بوڑھا آدمی، 70 اور 80 کے بیچ، اور تین عورتیں 30 اور 50 کے بیچ۔

یہ ایک بند دنیا تھی۔ سادہ۔ بے رحم۔

آدمی ایک طرف رہتا۔ عورتیں کام کی رفتار سنبھالے رکھتیں۔ اور بیت الخلا اِگلو سے پانچ میٹر دور ایک ٹیلا تھا: پاخانہ زمین تک پہنچنے سے پہلے جم جاتا۔ میرا پہلا پیشاب ایک پیلا آرکٹک ستارہ بن گیا۔ یہ شمال تھا جو مجھے سلام کر رہا تھا۔

درمیانی عمر کی عورت، ماگی، تھوڑی بہت انگریزی بولتی تھی۔ باقی سب اشارے تھے، آنکھیں، ہاتھ۔ سردی کی زبان۔

جب مجھے سوٹ کے استعمال کا یقین نہ تھا تو اُس نے بلا سوچے میری ٹانگوں کے بیچ ہاتھ لگا کر مجھے ایک چھپی ہوئی زپ دکھائی۔ نہ کوئی بدنیتی تھی، نہ کوئی جھجک: صرف کام۔ بقا۔

اِگلو میں تین دن

وہ کھانا لے آئیں۔ دھواں دی ہوئی مچھلی، کچی مچھلی، کوڈ کی کلیجی، وہیل کا پیٹ۔ اور شارک کے گولے۔ کوئی انتخاب نہ تھا۔ کوئی متبادل نہ تھا۔ یہ وہ تھا جو فطرت دیتی ہے۔

پھر میں نے پیا: ایک سرخ مائع۔ میں سمجھا شراب ہے۔ یہ چھانا ہوا، ابالا ہوا، میٹھا کیا ہوا وہیل کا خون تھا۔ میں نے پی لیا۔ اس نے مجھے ایسی طاقت دی جو میں نے پہلے کبھی محسوس نہ کی تھی۔ ایک ازلی توانائی۔ میں سمجھا کوکین ہے۔ نہیں۔ یہ شمال تھا جو جسم میں داخل ہو رہا تھا۔

عورتیں مجھے دیکھتی رہتیں۔ بوڑھا شکار کو نکل جاتا۔ میں آرام کرتا اور خون پیتا۔ تین دن بغیر فون، انٹرنیٹ، کمپیوٹر کے، بغیر نینو کے۔ بس میں اور وہ۔

رات نہیں تھی۔ صرف روشنی، آگ، برف اور سانس۔

تینوں عورتیں سونے کو لیٹ گئیں۔ میں جگہ ڈھونڈنے لگا۔ سب سے چھوٹی نے بازو اٹھایا اور مجھے قریب آنے کا اشارہ کیا۔ وہ کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ میں سمجھا نہیں۔ اُنہوں نے کہا میں اُن کا "کرسمس" ہوں۔

یہ کہنے کا ایک انداز کہ مجھے قبول کر لیا گیا تھا۔

میں نے شکریے کے طور پر اُنہیں کچھ پیسے دینے چاہے۔ اُنہوں نے انکار کر دیا۔ اُنہیں بس ایک گلے ملنا چاہیے تھا۔ اور کالابریائی زبان کے چند الفاظ، تاکہ وہ قریب محسوس کریں۔

وہیں میں نے سچے تحفوں کی قدر سمجھی: وہ جو نہ خریدے جا سکتے ہیں نہ بیچے۔

گائیڈ کی رخصت

تین دن بعد گائیڈ آئی۔ وہ تینوں عورتوں سے ایک گھنٹہ باتیں کرتی رہی۔ میں باہر تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں۔ یہ میرا معاملہ نہیں تھا۔ یہ اُن کی زبان تھی، اُن کی دنیا، اُن کا قانون۔

کنٹینر میں، جب میں کپڑے اتار رہا تھا، گائیڈ اندر آ گئی۔ متجسس۔ دو ٹوک۔ شمالی۔ اُس نے مجھے زور سے گلے لگایا۔ اُس نے مجھے چوما۔ اُس کی جلد دودھ جیسی سفید تھی۔ اُس کی آنکھیں اگست کے آسمان جیسی نیلی تھیں۔

اُس نے کہا مجھے ساتھ لے چلو۔ اُس دنیا سے نکلنے کے لیے وہ کچھ بھی کر گزرتی۔

میں احترام سے مسکرایا۔ میں ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

میں نے اُس کے پاس صرف ایک وعدہ چھوڑا: "اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے خط لکھ دینا۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔" اُس نے پیسے بھی لینے سے انکار کر دیا۔ وہ ایک خوبصورت عورت تھی، مگر تنہا۔ ایک ایسی تنہائی جو دور سے دکھائی نہیں دیتی۔ ایک ایسی تنہائی جسے سردی معاف نہیں کرتی۔

گھر واپسی

ہم نینو کو لینے گئے۔ وہ بے حد خوش تھا۔ وہ واپس جانا نہیں چاہتا تھا۔ مگر اُس کی بیوی سے میرا وعدہ تھا۔

اُس نے سب کو اپنے تین دنوں کا حال سنایا۔ میں چپ رہا۔ میں نے اُس آدمی سے کبھی کچھ نہیں بانٹا۔ صرف کاغذ سے۔

اور یوں، جب نینو اپنی دنیا میں لوٹ رہا تھا، میں ایک اور دنیا کی راہ پر تھا۔ ایک اور منزل۔ ایک اور ملاقات۔

خوش آمدید۔

اختتامیہ

شمال تمہیں چھینتا نہیں: تمہیں بدل دیتا ہے۔ اور کبھی

تمہیں پورا واپس نہیں لوٹاتا۔ مرد قطبِ شمالی روشنی، خاموشی، تصویروں، خوابوں کی تلاش میں آتے ہیں۔ عورتیں بچے رہنے کے لیے ٹھہرتی ہیں۔

مرد وہ سناتے ہیں جو اُنہوں نے دیکھا۔ عورتیں اُس پر چپ رہتی ہیں جو اُن پر گزرا۔

مرد لوٹ جاتے ہیں۔ عورتیں رہ جاتی ہیں۔ وہ سردی میں رہتی ہیں، برف کے گھروں میں، آن سنی خاموشیوں میں۔ وہ اُن برادریوں کو سہارا دینے کے لیے رہتی ہیں جو اُن کا جشن نہیں مناتیں۔ وہ بچوں، بوڑھوں، اجنبیوں کی حفاظت کے لیے رہتی ہیں۔ وہ آن دیکھی رہتی ہیں۔

وہاں سے میں صرف ایک یاد لے کر آیا: ایک خوبصورت، بے حد خوبصورت عورت، مگر اکیلی۔ رومانوی معنوں میں نہیں۔ انسانی معنوں میں۔ المناک معنوں میں۔

غور و فکر

شمال جسم کو نہیں مارتا۔ موجودگی کو مارتا ہے۔ اور جو باقی رہ جاتا ہے وہ سفیدی ہے: ایک ایسی جگہ جہاں عورتیں ایک ہی وقت میں جیتی بھی ہیں اور غائب بھی ہو جاتی ہیں۔

اسی لیے میں لکھتا ہوں۔ کیونکہ انتہائی جگہیں اپنی کہانی خود نہیں سناتیں۔ اور جو اُن سے گزرتے ہیں وہ چپ رہنے کی عیاشی کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

میں نہیں۔ میں نہیں۔ میری دھرتی نے مجھے جنم دیا، اور باقی دنیا مجھے مہمان کے طور پر نہیں بلکہ گھر کے ایک فرد کے طور پر قبول کرتی ہے۔

شمال کی مطلق سفیدی سے میں ریاست ہائے متحدہ کی مطلق الجھن میں اتر آیا۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ

ناممکن ذمہ داری

اٹھارہ برس ایک امریکی کمپنی کے لیے کام کرنا تمہیں وہ کچھ دیتا ہے جو دنیا کی کوئی اور کمپنی نہیں دے سکتی: کام کی ایک ثقافت، طریقۂ کار، ایک واضح مشن، اور اقدار کا ایک نظام جو نظریہ نہیں—روزمرہ کا عمل ہے۔ وہ تمہیں یہ سمجھاتے نہیں؛ تمہارے اندر تعمیر کر دیتے ہیں۔ اور یہ کام تم سے اجازت لیے بغیر کرتے ہیں۔

میں نیویارک کے دفتر میں تھا جب مجھے ایک ایسے کام کی پیشکش ہوئی جس کا میں نے کبھی تصور بھی نہ کیا تھا۔ ترقی نہیں۔ تبادلہ نہیں۔ ایک تجربہ۔

ایک خفیہ پروگرام، جو ریاست ہائے متحدہ کے اندر انسانی تعلقات کے ایک ماڈل کی توثیق کے لیے بنایا گیا تھا۔ اُنہوں نے مینیجروں، ماہرینِ نفسیات یا

تربیت کاروں کو نہیں چنا تھا۔ اُنہوں نے ایسے لوگ چنے تھے جن کے پاس حقیقی دنیا کا ایک خاص طرح کا تجربہ تھا۔ اور میرا نام سامنے آیا—حالانکہ میں اٹھارہ برس سے سیلز میں تھا۔ وہ عہدہ نہیں دیکھ رہے تھے: ذہن دیکھ رہے تھے۔

امتحان بیان کرنے میں سادہ اور پورا کرنے میں بے حد مشکل تھا:

ایک سال میں 50 امریکی ریاستوں کا دورہ کرنا، شہر خود چن کر اور ہر ایک میں کم از کم ایک ہفتہ ٹھہر کر۔

آخری دو ہفتے لازمی چھٹی ہوتی۔ سارا خرچ وہ اٹھاتے۔ مجھے بس جینا تھا، دیکھنا تھا، سمجھنا تھا، اور ہر پیر کو ایک رپورٹ دینی تھی۔ ایک انسانی، خشک، دقیق بیان۔

میں نے معاہدے پر دستخط کر دیے۔ گھر والوں کو اطلاع دی۔ اُنہوں نے کچھ نہیں پوچھا۔ وہ بس یہ جاننا چاہتے تھے کہ مہینے کا خرچ پہنچ گیا یا نہیں۔ میں امریکہ میں ایک سال کا سامنا کرنے جا رہا تھا۔ وہ، ہمیشہ کی طرح، اگلے مہینے کا سامنا کر رہے تھے۔

احتیاطاً میری تنخواہ سیدھی اٹلی میں میرے بینک اکاؤنٹ میں جمع ہوتی تھی۔ یہ مجھے شائستگی سے کہنے کا ایک طریقہ تھا: ”کوئی حماقت نہ کرنا۔ جو تمہارے پاس ہے اُسی میں جیو۔ دیکھتے ہیں تم اصل میں کون ہو۔“

صرف پندرہ برس بعد مجھے اپنی اصل رپورٹوں، تجزیوں اور اُس مواد تک رسائی ملی جو اُنہوں نے میرے بارے میں جمع کیا تھا۔ یہ کتاب وہیں سے پیدا ہوئی۔ مجھے اسے شائع کرنے کی منظوری ملی، ایک شرط پر: اُس کمپنی کا نام کبھی نہ لینا جس نے یہ کام کروایا تھا۔

کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ کہانی لوگوز کی نہیں۔ یہ ایک ایسے ملک میں ایک آدمی کی کہانی ہے جسے خود جیے بغیر سمجھنا ناممکن ہے۔

کیا میں سب سے دور والے مقام سے شروع کروں؟

منطقی انتخاب یہ تھا کہ مرکز سے نہیں، کناروں سے شروع کیا جائے۔ دو سادہ وجوہات سے:

1. میں تجربے سے تازہ تازہ نکلا تھا: پوری بیداری، پوری توجہ۔

2. انتہا سے شروع کر کے میں راستہ درست کر سکتا تھا اور سفر صاف ستھرے انداز میں ختم کر سکتا تھا۔

مجھے بوسٹن یا شکاگو سے شروع کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مجھے ایک سرحد سے شروع کرنا تھا۔ ایک ایسی جگہ سے جو صرف کاغذ پر امریکہ تھی۔

میں نے جونو چنا، الاسکا کا دارالحکومت۔ الگ تھلگ۔ صرف کشتی یا ہوائی جہاز سے پہنچا جا سکنے والا۔ ایک شہر جو کسی کا نہیں۔ آغاز کے لیے بہترین جگہ۔

وسائل کا بہترین استعمال

روانگی سے پہلے میں نے وہ کیا جس کی ایک امریکی سب سے پہلے قدر کرتا ہے: میں نے سیاح کی طرح نہیں، پیشہ ور کی طرح تیاری کی۔

میں نے تین مقبول ترین ایئرلائنز کو فون کیا، وہ جن کا اندرونِ ملک سب سے بڑا جال ہے۔ ایک گھنٹے سے کم میں میں نے 60% رعایت پر پچاس اندرونی پروازوں کی ایک کتابچہ خرید لی۔

کوئی وقت کی حد نہیں۔ کوئی دنوں کی حد نہیں۔ کوئی پابندی نہیں۔ بس ایک شرط: ایک سال کے اندر استعمال کر لو۔

میں نے ہوٹلوں کی چینز، Uber ٹیکسیوں اور کار کرائے کی کمپنیوں کے ساتھ بھی یہی کیا، اور پھر مرحلوں کا، طریقوں کا، مگر اوقات کا نہیں، ایک باقاعدہ نظام الاوقات تیار کیا۔

میں تیار تھا۔

یہ میری پہلی حقیقی کامیابی تھی۔ پہلی علامت کہ مجھے حرکت کرنا آتا ہے۔ امریکہ عمل کرنے والوں کو انعام دیتا ہے، انتظار کرنے والوں کو نہیں۔

جب کمپنی نے یہ لین دین دیکھا تو اُس نے وہی کیا جو امریکی ثقافت ہمیشہ کرتی ہے: اعتبار کو جانچا۔

کیا میں ایک سال کی مسلسل نقل و حرکت سنبھال سکتا تھا؟ کیا میں اچانک واقعات، فاصلوں اور ہنگامی حالات سے نمٹ سکتا تھا؟ کیا میں خودمختار تھا؟

اسی لیے روانگی سے پہلے میں نے ایک اور اہم بات طے کی:

میں نے یقینی بنایا کہ میرے کریڈٹ کارڈ کی ماہانہ حد کم از کم ایک لاکھ ڈالر ہو۔

یہ خرچ کرنے کے لیے نہیں تھی۔ یہ دکھانے کے لیے تھی کہ ہم اسے سنبھال سکتے ہیں۔ امریکی ایسے ہی سوچتے ہیں: اگر تمہارے پاس خودمختاری نہیں تو آزادی نہیں۔ اور اگر آزادی نہیں تو تمہاری جانچ نہیں ہو سکتی۔

اُس لمحے سے پروگرام ایک ذمہ داری نہیں رہا۔ ایک مشن بن گیا۔

اور اب سچ مچ سفر شروع

الاسکا صرف جغرافیے کے لحاظ سے ریاست ہائے متحدہ کا حصہ ہے۔ یہ ایک اور دنیا ہے۔

یہ وہ جگہ ہے جہاں عورتیں بے نشان غائب ہو جاتی ہیں۔ جہاں کوئی شکایت کبھی اپنی منزل تک نہیں پہنچتی۔ جہاں شہر ایک وحشی براعظم کے بیچ محض مہذب جزیرے ہیں۔

جونو میرا پہلا امتحان تھا: ایک دارالحکومت جسے ملک کے باقی حصے سے کوئی سڑک نہیں جوڑتی۔ امریکہ کا ایک ٹکڑا جو امریکہ جیسا نہیں لگتا۔

یہاں مجھے ایک بات سمجھ آنے لگی: یہ سفر جغرافیائی نہیں ہوگا۔ انسانی ہوگا۔

بلاک 1 (جلد اوّل)

الاباما – الاسکا – ایریزونا – آرکنساس – کیلیفورنیا – کولوراڈو – کنیکٹیکٹ – ڈیلاویئر – فلوریڈا – جارجیا

بلاک 2 (جلد دوم)

ہوائی – آئیڈاہو – الینوائے – انڈیانا – آئیووا – کنساس – کینٹکی – لوزیانا – مین – میری لینڈ

بلاک 3 (جلد سوم)

میساچوسٹس – مشی گن – مینیسوٹا – مسیسپی – میزوری – مونٹانا – نیبراسکا – نیواڈا – نیو ہیمپشائر – نیو جرسی – نیو میکسیکو

بلاک 4 (جلد چہارم)

نیویارک – واشنگٹن

بلاک 5 (جلد پنجم)

نارتھ کیرولائنا – نارتھ ڈکوٹا – اوہائیو – اوکلاہوما – اوریگن – پنسلوینیا – رہوڈ آئی لینڈ – ساؤتھ کیرولائنا

بلاک 6 (جلد ششم)

ساؤتھ ڈکوٹا – ٹینیسی – ٹیکساس – یوٹاہ – ورمونٹ – ورجینیا – ویسٹ ورجینیا – وسکونسن – وائیومنگ

میزوری

میزوری تضادات سے بھری ریاست ہے۔ ایک طرف پُرسکون مڈ ویسٹ؛ دوسری طرف ایک جنوب جس نے سخت ہونا کبھی نہیں چھوڑا۔ یہ امریکہ کے سب سے زیادہ بٹے ہوئے علاقوں میں سے ایک ہے: سینٹ لوئس اور کینساس سٹی اپنے سخت محلوں کے ساتھ، سفید فام مضافات جو ایک متوازی دنیا میں جیتے ہیں، غریب اور سست رو دیہات، اور ایک سیاسی نظام جو بولتا بہت ہے مگر حل کم کرتا ہے۔

یہ اُس معمول کی ریاست ہے جو بے چینی کو چھپاتا ہے، اُس سطحی مسکراہٹ کی جو سنگین مسائل کو ڈھانپ لیتی ہے، اور اُس "سب ٹھیک ہے" کی جو تب بھی کہا جاتا ہے جب کچھ بھی ٹھیک نہ ہو۔

یہاں عورتیں کسی دھماکے میں غائب نہیں ہوتیں۔ وہ مسلسل دباؤ کے نیچے غائب ہوتی ہیں: خاندان، کام، روایت، غربت، اندر ہی اندر سلگتا تشدد، ایک کمزور صحت کا نظام۔

میزوری عورتوں کو رواج سے مٹاتا ہے۔ سب اُس سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ سہتی رہے۔ اور وہ سہتی رہتی ہے، یہاں تک کہ خود اپنے آپ سے غائب ہو جاتی ہے۔

سینٹ لوئس کی عورت – 35 برس

سینٹ لوئس ایک ایسا شہر ہے جو دو دنیاؤں میں رہتا ہے: ایک تاریخ سے مالا مال، دوسری تشدد، لاپروائی اور نسلی عدم مساوات میں قید۔

یہاں عورت ایک ساتھ تین مسائل کا سامنا کرتی ہے: – خطرناک محلے – کمزور اسکول – کم اجرتیں۔

وہ شہر کے بنیادی ڈھانچوں میں کام کرتی ہے: – کلینک – سپر مارکیٹیں – امداد – کھانے پینے کی خدمات – بنیادی تعلیم۔

وہ وہ سب سنبھالتی ہے جو نظام نہیں سنبھال پاتا۔ اور جب وہ سب کچھ سنبھال رہی ہوتی ہے، اُسے کوئی نہیں سنبھالتا۔

اُس کی غیر موجودگی شہری ہے: شہر کی تعمیرِ نو میں اُس کی کوئی رائے نہیں، حالانکہ روز کا ہر بحران وہی سنبھالتی ہے۔

"مثالی" مضافات کی عورت – 40 برس

بڑے شہروں سے باہر ایسے مضافات ہیں جو بے داغ لگتے ہیں: صاف گلیاں، اچھے اسکول، سلیقے سے رکھے گھر۔

یہاں کی عورت غریب نہیں، مگر آزاد بھی نہیں۔

اُسے برقرار رکھنا ہوتا ہے: – خاندان کی اونچی ساکھ – بے عیب بچے – مسلسل سماجی موجودگی – بھرا ہوا روزنامچہ – "بے داغ" شادی – ایسا معیارِ زندگی جو کبھی گر نہیں سکتا۔ دباؤ خاموش اور مسلسل ہے۔ وہ ٹوٹ نہیں سکتی۔ وہ رفتار کم نہیں کر سکتی۔ وہ کمزوری نہیں دکھا سکتی۔

اُس کی غیر موجودگی ذہنی ہے: وہ صرف ایک کردار کے طور پر موجود ہے، انسان کے طور پر نہیں۔

دیہی عورت – 49 برس

میزوری کے دیہات سست، قدامت پسند اور بند ہیں۔ گھر ایک دوسرے سے دور ہیں، سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں، اور روایات بھاری ہیں۔

یہاں عورتیں ایک ایسی دنیا میں رہتی ہیں جو غیر معمولی حد تک کم بدلتی ہے: – غیر یقینی نوکریاں – صحت کی سہولتوں تک ناقص رسائی – بڑے خاندان – پھیلی ہوئی لتیں – کلیسا جو سماجی زندگی پر قابض ہیں – کردار سے نکلنے کا بہت کم امکان۔

یہ بغیر انتخاب کے فرائض کی زندگی ہے۔ اگر تمہیں کوئی مسئلہ ہو تو خود ہی سنبھالو۔ اگر تم گر پڑو تو کسی کو پتا نہیں چلتا۔

اُس کی غیر موجودگی جغرافیائی اور ثقافتی ہے: وہ فاصلے اور روایت میں غائب ہو جاتی ہے۔

صنعت اور ہاتھ کی مشقت کی عورت – 37 برس

میزوری میں درمیانے درجے کی صنعتوں کی بہت بڑی موجودگی ہے: گودام، رابطہ کاری، اسمبلی لائنیں، پیداواری کارخانے۔

یہاں عورتیں بھاری جسمانی کام کرتی ہیں: – پیکنگ – پیداواری لائنیں – رات کی شفٹیں – سامان کی اٹھائی دھرائی – معیار کی جانچ – رابطہ کاری میں معاونت۔

تھکے ہارے جسم، کم کمائی، ناممکن اوقات۔ یہ وہ کام ہے جس کی ریاست کو ضرورت ہے، مگر جو پوری طرح ان دیکھا ہے۔ اُس کی غیر موجودگی جسمانی ہے: وہ ٹوٹ جاتی ہے اور کوئی مداخلت کرنے والا نہیں ہوتا۔

اختتامیہ – میزوری

میزوری ایک ایسی ریاست ہے جو ظاہری معمول پر پھلتی پھولتی ہے۔ اور معمول میں عورتیں خود کو کھو دیتی ہیں۔

وہ مشکل محلے، حد سے زیادہ سماجی مضافات، سخت کارخانے، سست رو دیہات سنبھالتی ہے۔

ہر دن ایک خاموش جنگ ہے۔ اور خاموش جنگیں سب سے زیادہ تباہ کن ہوتی ہیں۔

میزوری عورتوں کو ایک ہی وار میں نہیں مٹاتا۔ وہ اُنہیں اُن عادتوں سے مٹاتا ہے جن پر کوئی کبھی سوال نہیں اٹھاتا۔

غور و فکر – میزوری

اس جلد کی ہر ریاست غیر موجودگی کی ایک قسم دکھاتی ہے۔ میزوری "خاموش" غیر موجودگی دکھاتا ہے: وہ جو معمول سے، سماجی توقعات سے، سب کے لیے سب کچھ ہونے کی مشقت سے جنم لیتی ہے۔

یہاں عورتیں وہ ان دیکھا گوند ہیں جو ہر سماجی طبقے کو جوڑے رکھتا ہے۔ وہ ہر جگہ ہیں۔ اور ٹھیک اسی لیے کوئی اُنہیں نہیں دیکھتا۔

میزوری سکھاتا ہے کہ مٹا دینے کے لیے نفرت یا جھگڑے کی ضرورت نہیں۔ بس پورے سماج کا یہ فرض کر لینا کافی ہے کہ عورتیں ہمیشہ موجود رہیں گی۔

اور اسی لیے یہ باب بنیادی ہے: یہ یاد رکھنے کے لیے کہ معمول، اگر اُسے سہارا نہ دیا جائے، جال بن جاتا ہے۔

مونٹانا

مونٹانا خالص وسعت ہے: عظیم پہاڑ، نہ ختم ہونے والی سڑکیں، بے انت جنگل، الگ تھلگ گھر، جلد کو چیر دینے والی سردیاں۔ یہ امریکہ کی سب سے خوبصورت ریاستوں میں سے ایک ہے۔ اور رہنے کے لیے سب سے مشکل ریاستوں میں سے ایک۔

یہاں عورتیں کسی جھگڑے کی وجہ سے غائب نہیں ہوتیں۔ وہ جغرافیے، تنہائی، دیہی ذہنیت اور جذباتی اکیلے پن کی وجہ سے غائب ہوتی ہیں۔ یہ ایک ایسی ریاست ہے جہاں خاموشی شور سے زیادہ بھاری ہے۔

مونٹانا مزاحمت مانگتا ہے۔ اور مزاحمت سب کی خاطر عورتوں ہی کو کرنی پڑتی ہے۔

دور افتادہ علاقوں کی عورت – 51 برس

یہاں تم قریب ترین دکان سے 30 کلومیٹر دور رہ سکتے ہو۔ قریب ترین کلینک سے ایک گھنٹہ دور۔ کسی اصل اسپتال سے دو گھنٹے دور۔

ان علاقوں میں رہنے والی عورتیں سامنا کرتی ہیں: – شدید سردی کا – فوری مدد نہ ہونے کا – نظر انداز کیے گئے صحت کے مسائل کا – سنبھالنے کے لیے پرانے گھروں کا – خاندان کی پوری ذمہ داری کا – کہیں پھنس جانے کے ٹھوس خوف کا۔

اُس کی غیر موجودگی جغرافیائی ہے: وہ اس لیے غائب ہو جاتی ہے کہ وہاں رہتی ہے جہاں کچھ نہیں پہنچتا۔

رینچ والے خاندانوں کی عورت – 39 برس

مونٹانا مویشی پالنے پر پھلتا پھولتا ہے۔ گائے بیل، گھوڑے، بڑے جانور، اور جسمانی مشقت۔

یہاں عورت سب کچھ کرتی ہے: – جانوروں میں ہاتھ بٹاتی ہے – سب کے لیے کھانا پکاتی ہے – حساب کتاب رکھتی ہے – گاڑیاں چلاتی ہے – ہنگامی حالات سنبھالتی ہے – ویرانے کے بیچوں بیچ بچے پالتی ہے۔

وہ مرد کی طرح کام کرتی ہے، مگر اُسے "گھر کی ایک موجودگی" سمجھا جاتا ہے۔ اُس کی غیر موجودگی معاشی ہے: وہ قدر پیدا کرتی ہے، مگر کہیں دکھائی نہیں دیتی۔

چھوٹے قصبوں کی عورت – 44 برس

مونٹانا کے چھوٹے قصبوں میں وقت تھم جاتا ہے۔ برادریاں چھوٹی ہیں، سب سب کو جانتے ہیں، اور کوئی نہیں بدلتا۔

ایک عورت کو ہونا چاہیے: – ماں – قابلِ بھروسا – "اسکینڈل نہ کرنے والی" – وفادار – ہمیشہ دستیاب۔

وہ خود کو نئے سرے سے نہیں بنا سکتی۔ وہ اپنی ثقافتی حدوں سے آگے نہیں جا سکتی۔ وہ کمزوری ظاہر نہیں کر سکتی۔

اُس کی غیر موجودگی سماجی ہے: وہ اپنی نہیں، برادری کی ہے۔

فطری سیاحت میں کام کرنے والی عورت – 33 برس

مونٹانا اپنے پارکوں، جھیلوں اور قریبی ییلو اسٹون کی وجہ سے سیاحوں کو کھینچتا ہے۔ پوسٹ کارڈوں کے پیچھے وہ عورتیں ہیں جو ہوٹل، ریستوران، کھلی فضا کی سرگرمیاں، دیکھ بھال، رابطہ کاری اور صفائی چلاتی ہیں۔

سخت شفٹیں، موسمی اجرتیں، دور دراز علاقوں میں زندگی۔ کوئی استحکام نہیں۔

اُس کی غیر موجودگی معاشی ہے: یہ شعبہ اُس پر جیتا ہے، مگر وہ کبھی سکون سے نہیں جیتی۔

اختتامیہ – مونٹانا

مونٹانا دلکش فطرت اور بے رحم تنہائی کا ملاپ ہے۔ یہاں عورتیں فاصلے میں غائب ہو جاتی ہیں: جسمانی، جذباتی اور ثقافتی۔ وہی الگ تھلگ گھروں، رینچوں، خاندانوں، چھوٹے قصبوں اور سیاحت کو جوڑے رکھتی ہیں۔ اور جب وہ سب جوڑے رکھتی ہیں، کوئی نہیں دیکھتا۔

غور و فکر – مونٹانا

اس جلد کی ہر ریاست غیر موجودگی کی ایک صورت دکھاتی ہے۔ مونٹانا وہ صورت دکھاتا ہے جو سب کچھ نگل جانے والا جغرافیہ پیدا کرتا ہے۔

یہاں عورتیں تشدد یا انتہائی غربت سے نہیں مٹتیں۔ وہ میلوں پھیلے خالی پن سے، تنہا کر دینے والی سردیوں سے، نہ بدلنے والی ثقافت سے، ایک ایسے کردار سے مٹتی ہیں جسے وہ رد نہیں کر سکتیں۔

یہ ایک سست، خاموش مٹاؤ ہے۔ پہچاننے میں سب سے مشکل میں سے ایک، ٹھیک اسی لیے کہ یہ کوئی شور نہیں کرتا۔

نیبراسکا

نیبراسکا کھلی، سیدھی، ہموار زمین ہے۔ وسیع کھیت، مسلسل ہوا، بے انت آسمان۔ باہر سے: سکون۔ اندر سے: تنہائی، سست روی، قدامت پسند برادریاں، کھیتوں کی سخت مشقت، اور بہت کم مواقع۔

یہ ایک ایسی ریاست ہے جو مڈ ویسٹ اور ویسٹ کے بیچ رہتی ہے، مگر دونوں میں سے کسی کی طاقت کے بغیر۔

یہاں عورتیں افراتفری کی وجہ سے غائب نہیں ہوتیں۔ وہ بوجھل معمول کی وجہ سے، زرعی روزمرہ کی وجہ سے، نہ بدلنے والے کرداروں کی وجہ سے، جغرافیائی تنہائی کی وجہ سے غائب ہوتی ہیں۔

نیبراسکا شور نہیں کرتا، مگر کھا جاتا ہے۔

فارم کی عورت – 40 برس

نیبراسکا کی عورت فارم کا لازمی حصہ ہے: – پو پھٹتے جاگنا – سنبھالنے کے لیے جانور – سب کے لیے کھانا – خاندان کا حساب کتاب – فصلوں کی نگرانی – گھر کی دیکھ بھال – پالنے کے لیے بچے – اچانک ہنگامی حالات۔

وہ مردوں جتنا کام کرتی ہے، اکثر زیادہ۔ مگر اُسے "بے روزگار" لکھا جاتا ہے۔

اُس کی غیر موجودگی معاشی ہے: وہ قدر پیدا کرتی ہے، مگر اعداد و شمار میں موجود نہیں۔

چھوٹے قصبوں کی عورت – 46 برس

چند ہزار لوگوں کی بستیاں، جہاں سب سب کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔

عورت کو ہونا چاہیے: – موجود رہنے والی ماں – ثابت قدم بیوی – قابلِ احترام شخصیت – کلیسا میں سرگرم – برادری کا سہارا۔

وہ شارٹ کٹ، بحران یا اچانک تبدیلی کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ وہ دوسروں کے طے کیے ہوئے ایک مقررہ کردار کے اندر جیتی ہے۔

اُس کی غیر موجودگی ثقافتی ہے: اُس کی جگہ ہے، مگر آواز نہیں۔

ہلکی خدمات میں کام کرنے والی عورت – 32 برس

نیبراسکا کے شہروں میں — لنکن، اوماہا، گرینڈ آئی لینڈ — روز کا کام عورتیں کرتی ہیں:

– کیشیئر – صفائی – کھانے پینے کی خدمات – اسکول میں معاونت – بزرگوں کے گھر – سیکریٹری کا کام

کم اجرتیں، ٹکڑوں میں بٹی شفٹیں، کوئی مستقبل نہیں۔ اُس کی غیر موجودگی سماجی ہے: اُس کے بغیر شہر نہیں چلتا، مگر جب "ترقی" کی بات ہوتی ہے تو کوئی اُس کا ذکر نہیں کرتا۔

فاصلوں کی عورت – 53 برس

نیبراسکا ایک ایسی ریاست ہے جہاں تم دو گھنٹے گاڑی چلا سکتے ہو اور کوئی اصل قصبہ نظر نہیں آتا۔ یہ فاصلہ ایک طرزِ زندگی بن جاتا ہے۔

شہروں سے باہر رہنے والی عورت سامنا کرتی ہے: – ہر ضرورت کے لیے لمبے سفر کا – بہت کم طبی دیکھ بھال کا – سخت سردیوں کا – الگ تھلگ گھروں کا – یکسانیت بھرے معمول کا – کسی حقیقی سماجی رشتوں کے جال کے نہ ہونے کا۔

اُس کی غیر موجودگی جغرافیائی ہے: وہ کلومیٹروں میں غائب ہو جاتی ہے۔

اختتامیہ – نیبراسکا

نیبراسکا ایک ایسی سرزمین ہے جو سادہ لگتی ہے، مگر یہ سادگی صرف سطحی ہے۔

یہاں عورتیں غائب ہو جاتی ہیں: – بے اجرت زرعی کام میں – بند برادریوں میں – انتہائی فاصلوں میں – سہولتوں کی کمی میں – سخت کرداروں میں۔

یہ زمین، روایت اور خاموشی سے بنی ایک غیر موجودگی ہے۔

غور و فکر – نیبراسکا

ہر ریاست غیر موجودگی کی ایک صورت دکھاتی ہے۔ نیبراسکا وہ صورت دکھاتا ہے جو کبھی نہ بدلنے والی روزمرہ زندگی سے بنتی ہے۔

کوئی کھلا تشدد نہیں، کوئی ڈرامائی بحران نہیں۔ صرف ایک زندگی ہے جو خود کو دہراتی ہے، ایک مشقت جسے تسلیم نہیں کیا جاتا، ایک کردار جسے چھوڑا نہیں جا سکتا۔ نیبراسکا وہ ریاست ہے جہاں عورتیں سب کچھ جوڑے رکھتی ہیں اور ٹھیک اسی وجہ سے اُنہیں دیکھا نہیں جاتا۔

اور اسی لیے یہ اس باب کی حق دار ہے: کیونکہ سب سے عام مٹاؤ وہی ہے جو معمول لگتا ہے۔

نیواڈا

نیواڈا ظاہری چمک دمک پر کھڑی ریاست ہے۔ روشنیاں، جوئے خانے، ہوٹل، تفریح، سیاحت، جوا، کبھی نہ ختم ہونے والی راتیں۔ ایک شوکیس جسے دنیا آزادی، بے اعتدالی اور امکان سمجھتی ہے۔

سچ اس کے الٹ ہے۔

نیواڈا اُن جگہوں میں سے ہے جہاں عورت کا جسم سب سے آسانی سے استعمال ہوتا ہے، نچوڑا جاتا ہے، کھپایا جاتا ہے اور بدل دیا جاتا ہے۔ ایک ایسی جگہ جہاں عورتیں مواقع کی کمی سے غائب نہیں ہوتیں، بلکہ اس لیے کہ اُن کی موجودگی کو تجارتی مال کی طرح برتا جاتا ہے۔

یہاں عورت کی غیر موجودگی جدید، ہوش مند اور سوچی سمجھی ہے۔ ایک نفیس، مسلسل اور صاف ستھرا مٹایا جانا۔ ناممکن اوقاتِ کار، رات کی شفٹوں، ظاہری خوبصورتی کے دباؤ، گھسی پٹی شناخت اور سیاحتی صنعت کے مسلط کردہ کرداروں سے بنا ہوا۔

جوئے خانوں اور ہوٹلوں کی خاتون – 33 برس

لاس ویگاس صرف اس لیے پھلتا پھولتا ہے کہ ہزاروں عورتیں اسے چلاتی ہیں: – استقبالیہ – ہاؤس کیپنگ – ریستوران – بار – تفریح – کسٹمر سروس – رابطہ کاری – سیاحتی کال سینٹر۔

رات کی شفٹیں، منسوخ ہوتے ویک اینڈ، نہ ہونے کے برابر چھٹیاں، مسلسل دباؤ۔ عورتوں کو ایک کامل تصویر برقرار رکھنی ہوتی ہے، تب بھی جب اندر کوئی توانائی باقی نہ رہے۔ اُس کی غیر موجودگی جسمانی اور

نفسیاتی ہے: وہ ایک ایسے نظام میں کام کرتی ہے جو اُسے "تجربے کے حصے" کے طور پر استعمال کرتا ہے، انسان کے طور پر نہیں۔

رات کے شعبے میں کام کرنے والی عورت – 29 برس

رات کا نیواڈا پُرکشش نہیں۔ کٹھور ہے۔ روشنیوں، موسیقی اور تماشوں کے بیچ زندگیاں کھپ جاتی ہیں:

– ہوسٹسیں – رقاصائیں – بارٹینڈر – پروموٹر – ظاہری صورت اور جمالیاتی موجودگی سے جڑے کردار

تمہارا جسم معاہدے کا حصہ ہے۔ اگر تم اسے سنبھال نہیں سکتیں تو وہ ایک منٹ میں تمہاری جگہ کسی اور کو لے آئیں گے۔

اُس کی غیر موجودگی معاشی اور اخلاقی ہے: کام اُس کی تصویر مانگتا ہے، اُس کی ذات نہیں۔

پسِ پردہ سب کچھ چلانے والی تارکِ وطن عورت – 41 برس

بڑے بڑے ہوٹلوں کے پیچھے سینکڑوں تارکِ وطن عورتیں ہیں: فلپائنی، میکسیکن، ہیٹی کی، وسطی امریکی۔

یہی وہ ہیں جو وہ سارا کام کرتی ہیں جسے سیاحوں کو ہوتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہیے:

– صنعتی لانڈریاں – مسلسل صفائی – زیرِ زمین باورچی خانے – بہت بڑے گودام – شام کی رابطہ کاری – فلور کی تیاری

چھپی ہوئی زندگیاں۔ تھکے ہوئے جسم۔ غیر انسانی شفٹیں۔ اُس کی غیر موجودگی نظامی ہے: وہ ناگزیر ہے مگر اُسے ان دیکھا سمجھا جاتا ہے۔

لاس ویگاس سے باہر رہنے والی عورت – 52 برس

نیواڈا صرف روشنیاں نہیں۔ اردگرد کا صحرا بھی ہے: چھوٹے قصبے، نیچے نیچے گھر، اکا دکا خدمات، الگ تھلگ صنعتیں۔

یہاں عورتوں کا سامنا ہے: – ناقابلِ برداشت اخراجات – محدود طبی سہولت – ٹرانسپورٹ کی کمی – بے پناہ فاصلے – سخت، کمزور رابطوں

والی برادریاں – محدود مواقع۔

وہ اُس زندگی کے الٹ جیتی ہے جسے دنیا اس ریاست سے جوڑتی ہے۔

اُس کی غیر موجودگی جغرافیائی ہے: وہ روشنیوں والے نیواڈا میں نہیں، اصل نیواڈا میں رہتی ہے۔

اُس کے بارے میں کوئی بات نہیں کرتا۔

اختتامیہ – نیواڈا

نیواڈا نمائش پر کھڑی ریاست ہے۔ یہاں سب کچھ تصویر، تجربے اور تفریح کا کھیل ہے۔

عورتیں وہ خاموش انجن ہیں جو اس مشین کو گھماتا ہے: ہوٹل، جوئے خانے، ریستوران، تفریح، دیکھ بھال، رابطہ کاری۔

پھر بھی اُن کی قدر سب سے کم ہے۔ یہی وہ ہیں جو دوسروں کے خوابوں کو سہارا دیتی ہیں اور خود ایک سخت، کھا جانے والی اور ان دیکھی حقیقت میں جیتی ہیں۔

نیواڈا انہیں ٹھیک اسی طرح مٹاتی ہے جیسے انہیں استعمال کرتی ہے۔

غور و فکر – نیواڈا

ہر ریاست غیر موجودگی کا ایک چہرہ دکھاتی ہے۔ نیواڈا سب سے جدید چہرہ دکھاتی ہے: معاشی کام تک محدود کر دی گئی عورتیں۔

اسے غربت نہیں مٹاتی۔ نظام مٹاتا ہے۔

یہ ایک تعمیر کی گئی غیر موجودگی ہے: خاموش، نفیس، موقع کے بھیس میں۔ عورتوں کے پاس ہزار امکانات ہیں، مگر انہیں کھپانے کے بھی ہزار طریقے ہیں۔

اور اسی لیے یہ باب اہم ہے: کیونکہ روشنیوں کے بیچ وہ کم دکھائی دیتی ہے جو انہیں ہر روز جلاتی ہے۔

نیو ہیمپشائر

نیو ہیمپشائر کے پاس آزادی ہے، جنگل، جھیلیں، پہاڑیاں، کامل گاؤں، پُرسکون سڑکیں اور تقریباً صفر ٹیکس۔ باہر سے یہ ایک سادہ سی جنت لگتی ہے: نہ افراتفری، نہ شور، نہ بڑے بڑے شہر۔ بس نظم اور فطرت۔

مسئلہ یہ ہے کہ مکمل آزادی کا مطلب اکثر مکمل تنہائی ہوتا ہے۔

اور جب ریاست عوامی خدمات پر کم خرچ کرتی ہے تو بوجھ سیدھا لوگوں پر آ پڑتا ہے — سب سے پہلے عورتوں پر۔

یہاں عورتوں کی غیر موجودگی کوئی سانحہ نہیں۔ یہ تنہائی ہے، سخت ثقافتی رسم و رواج ہیں، خاندانی دباؤ ہے، اور حقیقی سماجی رشتوں کی کمی ہے۔

نیو ہیمپشائر حملہ نہیں کرتی۔ وہ تمہیں اکیلا چھوڑ دیتی ہے۔

چھوٹی برادری کی عورت – 47 برس

نیو ہیمپشائر کے گاؤں میں سب کچھ پُرسکون لگتا ہے۔ سب کچھ بند ہے۔

عورت کو ہونا چاہیے: – قابلِ بھروسا ماں – معزز سماجی شخصیت – اسکولوں میں رضاکار – برادری میں موجود – مقامی ضابطوں کے مطابق "اچھی انسان"۔

وہ غلطی نہیں کر سکتی۔ وہ معمول سے زیادہ باہر نہیں جا سکتی۔ وہ جذباتی بحرانوں کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

اُس کی غیر موجودگی ثقافتی ہے: اُس کے پاس ایک کردار ہے، آزادی نہیں۔

سردی اور فاصلوں میں رہنے والی عورت – 52 برس

نیو ہیمپشائر بڑی نہیں، مگر الگ تھلگ علاقوں، دور دور بنے گھروں اور اُن سڑکوں سے بھری ہے جو سردیوں میں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔

یہاں عورت جیتی ہے: – مہینوں کی برف کے ساتھ – ایسے فاصلوں کے ساتھ جو ہر چیز کو مشکل بنا دیتے ہیں – دیر سے علاج ہونے والی بیماریوں کے

ساتھ – ذہنی تنہائی کے ساتھ – ایسے گھریلو معمول کے ساتھ جو کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا – کم مقامی طبی سہولت کے ساتھ۔

اگر وہ گر جائے تو انتظار کرتی ہے۔ اگر بیمار ہو تو میلوں گاڑی چلاتی ہے۔ اگر جذباتی طور پر ٹوٹ جائے تو کسی کو خبر نہیں ہوتی۔

اُس کی غیر موجودگی جغرافیائی ہے: وہ خاموشی اور سردی میں گم ہو جاتی ہے۔

ضروری نوکریاں – 38 برس

درمیانے شہروں میں — کونکورڈ، مانچسٹر، نیشوا — عورتیں بنیادی خدمات چلاتی ہیں:

– اسکول – کلینک – بزرگوں کی دیکھ بھال – سرکاری دفاتر – ابتدائی تعلیم – انتظامی خدمات

کم تنخواہیں، تنخواہ سے کہیں بڑی ذمہ داریاں، مسلسل جذباتی بوجھ۔

اُس کی غیر موجودگی عملی ہے: فلاحی نظام میں سے جو کچھ بچا ہے اُسے وہی جوڑے رکھتی ہے، مگر ریاست اُس کے شعبوں پر بہت کم خرچ کرتی ہے۔

وہ ناگزیر ہے، مگر نڈھال کر دینے والا کام کرتی ہے۔

سیاحتی علاقوں میں کم اجرت پر کام کرنے والی عورت – 33 برس

ریاست کا شمالی حصہ سیاحت پر جیتا ہے: خزاں کے رنگ، جھیلیں، پہاڑ، سردیاں۔

کامل تصویروں کے پیچھے وہ عورتیں ہیں جو: – عمارتیں صاف کرتی ہیں – ناشتے تیار کرتی ہیں – ریستورانوں میں کام کرتی ہیں – B&B چلاتی ہیں – کمرے سنوارتی ہیں – معمولی مرمت کرتی ہیں۔

مصروف موسم اور خالی موسم۔ غیر مستحکم معیشت۔ حقیقی تحفظ صفر۔

اُس کی غیر موجودگی معاشی ہے: سب کچھ اُسی پر چلتا ہے، مگر نظام اُسے قابلِ تبدیل سمجھتا ہے۔

اختتامیہ – نیو ہیمپشائر

نیو ہیمپشائر منظم اور پُرسکون ہے۔ اور ٹھیک اسی لیے عورت بغیر آواز کے غائب ہو جاتی ہے۔

وہ غائب ہو جاتی ہے: – روایتی کرداروں کے بیچ – بند برادریوں کے بیچ – جسمانی فاصلوں کے بیچ – نہ ختم ہونے والی سردیوں کے بیچ – ناکافی خدمات کے بیچ – کم اجرت والی ضروری نوکریوں کے بیچ۔

کوئی ہنگامہ نہیں۔ کوئی افراتفری نہیں۔ صرف ایک تنہائی جو معمول بن جاتی ہے۔

غور و فکر – نیو ہیمپشائر

ہر ریاست غیر موجودگی کی ایک الگ شکل دکھاتی ہے۔ نیو ہیمپشائر "کامل" شکل دکھاتی ہے: ایک مہذب، صاف ستھرا اور منظم مٹایا جانا۔

یہاں عورت برادریوں کو چلاتی ہے، مگر اُسے سنبھالنے والی کوئی برادری نہیں۔

یہ نیو انگلینڈ کا تضاد ہے: تم جتنے مہذب ہو، اتنی ہی توقع رکھتے ہو کہ عورت سب کچھ خود ہی سنبھال لے۔

اور اسی لیے یہ باب ضروری ہے: یہ یاد دلانے کے لیے کہ بظاہر "اچھی" ریاستیں بھی رہنے کے لیے ہولناک ہو سکتی ہیں۔

نیو جرسی

نیو جرسی ایک سرحدی علاقہ ہے: جڑا ہوا، بے چین، مہنگا، روزانہ سفر کرنے والوں سے لدا ہوا، مخلوط خاندانوں، تارکینِ وطن، سخت محلوں، مہنگے مضافات اور بھلائے ہوئے شہروں سے بھرا ہوا۔ یہ "پل کے پار" والا نیویارک نہیں۔ یہ ایک پیچیدہ، بکھری ہوئی ریاست ہے، جہاں عورتیں ایک ایسا نظام چلاتی ہیں جو جتنا لوٹاتا ہے اُس سے زیادہ کھا جاتا ہے۔

یہاں عورتوں کی غیر موجودگی پانچ بہت سخت عناصر سے جنم لیتی ہے: – زندگی کی انتہائی ناقابلِ برداشت مہنگائی – ان دیکھا گھریلو کام – تھکا دینے والا روزانہ کا سفر – کثیر نسلی برادریاں جن میں حقیقی تناؤ ہے – روایتی خاندانی کردار جو ڈٹے ہوئے ہیں۔

نیو جرسی عورتوں کو تشدد سے نہیں مٹاتی۔ وہ انہیں ہزار کاموں کے بیچ جینے کی مشقت سے مٹاتی ہے۔

روزانہ سفر کرنے والی عورت – 36 برس

نیو جرسی روزانہ سفر کرنے والوں کی ریاست ہے۔ نیویارک یا فلاڈیلفیا پہنچنے میں ہر روز گھنٹے ضائع ہوتے ہیں: لیٹ ٹرینیں، بے قابو ٹریفک، ٹرانسپورٹ کے بھاری اخراجات، اور بہت دیر سے واپسی۔

جو عورت یہ زندگی جیتی ہے وہ "آدھی آدھی" جیتی ہے: – آدھی کام پر – آدھی پبلک ٹرانسپورٹ میں – آدھی گھر پر (جو، ستم ظریفی یہ ہے کہ، خاندانی بوجھ کا آدھے سے زیادہ حصہ لے لیتا ہے)

اُس کی غیر موجودگی وقت کی ہے: اُس کے پاس اپنے لیے وقت نہیں۔ کسی چیز کے لیے وقت نہیں۔

وہ بچے کھچے ٹکڑوں میں موجود ہے۔

خدمات کے شعبے کی تارکِ وطن عورت – 42 برس

(لاطینی، ہیٹی کی، افریقی، فلپائنی)

نیو جرسی تارکینِ وطن کی طاقت پر پھلتی پھولتی ہے۔ یہاں عورت پوری ریاست کا اسٹیج سنبھالے ہوئے ہے: – امیروں کے گھروں میں صفائی – بے ضابطہ بچوں کی دیکھ بھال – ریستورانوں کے باورچی خانے – نرسنگ ہوم – مرمت و دیکھ بھال – کم اجرت والی بنیادی خدمات

اُسے ایک ہی وقت میں تین مسائل کا سامنا ہے: – کم اجرت – انتہائی اونچے کرائے – بے پناہ خاندانی ذمہ داریاں۔

اُس کی غیر موجودگی معاشی اور لسانی ہے: وہ کام کرتی ہے، بولتی ہے، ڈھل جاتی ہے، مگر نظام کے حاشیے پر ہی رہتی ہے۔

وہ ناگزیر ہے، پھر بھی ہمیشہ قابلِ تبدیل۔

سخت محلوں کی عورت – 34 برس

نیو جرسی صرف امیروں کا غرور نہیں۔ اس میں مشرق کے سب سے زیادہ مشکلات میں گھرے شہروں میں سے کچھ ہیں:

– شہری تشدد – کم بجٹ والے اسکول – بے روزگاری – کمزور طبی نظام – حقیقی سماجی خدمات کی کمی

یہاں رہنے والی عورت کا سامنا ہے: – مسلسل عدم تحفظ – غیر یقینی نوکریاں – ناکارہ ٹرانسپورٹ – اجرتوں کے تناسب سے کہیں زیادہ مہنگائی۔

وہ اکیلے والدین والے خاندانوں کا ستون ہے، سماجی رشتوں کی ریڑھ کی ہڈی، وہ ہستی جو سب کو بچا لیتی ہے جب اُسے کوئی نہیں بچاتا۔

اُس کی غیر موجودگی شہری اور ڈھانچہ جاتی ہے: جب نظام ناکام ہوتا ہے تو کوئی اُس کی نہیں سنتا۔

امیرانہ غرور کی عورت – 45 برس

نیو جرسی کا دوسرا رخ اس کے امیر مضافات ہیں: بڑے بڑے گھر، بہترین اسکول، صاف ستھرے محلے۔

یہاں عورتیں مسلسل دباؤ میں جیتی ہیں: – خاندان کا بھرا ہوا نظام الاوقات – بچوں کی سرگرمیاں – زبردستی کی رضاکاری – بے داغ سماجی تصویر – حیثیت کی علامت کے طور پر قائم شادی – انتہائی بلند توقعات۔

وہ کمزور دکھائی نہیں دے سکتی۔ وہ ناکام نہیں ہو سکتی۔ وہ یہ تماشا روک نہیں سکتی۔

اُس کی غیر موجودگی شناخت کا مسئلہ ہے: اُسے خاندانی ذمہ داری کے طور پر دیکھا جاتا ہے، ایک فرد کے طور پر نہیں۔

اختتامیہ – نیو جرسی

نیو جرسی ایک ایسی ریاست ہے جو بہت تیز اور بہت مہنگی زندگی جیتی ہے۔ عورتیں ہی اسے اصل میں چلاتی ہیں، مگر نظام انہیں استعمال کرتے

ہوئے مٹا دیتا ہے۔

– روزانہ کا سفر – ان دیکھی نوکریاں – ناکافی خدمات – خطرناک محلے – حد سے زیادہ مسابقتی مضافات – سخت خاندانی کردار – حقیقی سہارے کے بغیر کثیر ثقافتی معاشرہ

ریاست اُنہی کے دم سے چلتی ہے، مگر اُن کی محنت کی طرف کبھی نہیں دیکھتی۔

غور و فکر – نیو جرسی

ہر ریاست غیر موجودگی کی کوئی نہ کوئی شکل دکھاتی ہے۔ نیو جرسی وہ شکل دکھاتی ہے جو ایک ایسے نظام سے پیدا ہوتی ہے جو بہت زیادہ مانگتا ہے اور بہت کم لوٹاتا ہے۔

یہ بیچ کی ریاست ہے: طاقت کے مراکز کے بہت قریب، اُن کے مواقع سے بہت دور۔ یہاں عورتیں مسلسل دباؤ کی حالت میں جیتی ہیں: وقت کے، پیسے کے، توانائی کے، شناخت کے۔

یہ کسی ایک عنصر کا قصور نہیں۔ یہ سب کا مجموعہ ہے۔

اور ٹھیک یہی چیز نیو جرسی کو اس جلد میں مرکزی بناتی ہے: یہ دکھاتی ہے کہ عورت کی غیر موجودگی ایک بھری پُری زندگی سے بھی جنم لے سکتی ہے — ہر چیز سے بھری، سوائے اپنے لیے جگہ کے۔

نیو میکسیکو

نیو میکسیکو امریکہ کی سب سے دلفریب اور سب سے کٹھن ریاستوں میں سے ہے۔ خالص خوبصورتی: وسیع صحرا، سرخ گھاٹیاں، مقامی برادریاں، قدیم ثقافت، روحانیت، خاموشی۔ مگر اس طاقتور جمالیات کے پیچھے ایک کہیں سخت حقیقت چھپی ہے:

– تاریخی غربت – پرانی لتیں – کمزور عوامی خدمات – جغرافیائی تنہائی – کمزور اسکول – چھپا ہوا گھریلو تشدد – سرحد پار منشیات کی اسمگلنگ

یہ ایک ایسی ریاست ہے جہاں عورتیں اتفاق سے غائب نہیں ہوتیں: وہ اس لیے غائب ہوتی ہیں کہ وہ ایک ایسے علاقے میں رہتی ہیں جہاں ہر چیز بوجھ ہے — فاصلہ، تاریخ، ثقافت، غربت، بند برادریاں، غیر یقینی نوکریاں۔

نیو میکسیکو ایک چھوڑی ہوئی خوبصورتی ہے۔ اور اُس ویرانی کے اندر وہ عورتیں ہیں جو سب کچھ جوڑے رکھتی ہیں۔

پوئبلو بستیوں کی مقامی عورت – 43 برس

نیو میکسیکو میں براعظم امریکہ کی سب سے بڑی مقامی امریکی آبادیوں میں سے ایک ہے: پوئبلو، ناواہو اور اپاچی عورتیں۔

وہ دو دنیاؤں کے بیچ جیتی ہے: – قدیم روایات – جدید ریاست جو اُسے نظرانداز کرتی ہے۔

اُسے سامنا ہے: – کم بجٹ والے اسکول – نہ ہونے کے برابر طبی سہولت – گنجان رہائش – کم اجرت – بنیادی خدمات تک محدود رسائی – ثقافتی اور جغرافیائی تنہائی۔

وہ بڑے خاندانوں، پوری پوری برادریوں اور بھاری ذمہ داریوں کو سہارا دیتی ہے۔

اُس کی غیر موجودگی تاریخی ہے: پچھلے سو برسوں میں ریاست نے اُس کے لوگوں سے سب کچھ لے لیا اور تقریباً کچھ واپس نہیں دیا۔

غریب علاقوں کی لاطینی عورت – 35 برس

نیو میکسیکو امریکی سے زیادہ لاطینی ہے۔ ہر طرف ہسپانوی زبان، مخلوط خاندان، اور سخت محنت۔

لاطینی عورتیں ریاست کے پس پردہ ہر جگہ ہیں: – صفائی – کھانے کی فراہمی – دیکھ بھال – ہلکی پھلکی کھیتی باڑی – مقامی دکانیں – برادری کا سہارا۔

وہ انتہائی کم اجرت اور بڑھتے اخراجات پر جیتی ہیں۔ بہت سے خاندان کنارے پر جی رہے ہیں۔ کاغذات کے بغیر صورتِ حال اور بھی نازک ہے: خوف، ان دیکھا پن، کوئی حقیقی مدد نہیں۔

اُس کی غیر موجودگی معاشی اور سیاسی ہے: وہ سخت محنت کرتی ہے مگر اُس کی نمائندگی کبھی نہیں ہوتی۔

ہر چیز سے دور رہنے والی عورت – 52 برس

نیو میکسیکو بہت بڑی ہے، مگر خالی۔ ننھے قصبے، صحرا میں گھر، شہر جو ایک دوسرے سے گھنٹوں کے فاصلے پر ہیں۔

یہاں عورت کا سامنا ہے: – مکمل تنہائی – دور دراز طبی سہولت – ٹرانسپورٹ صفر – سخت سردیاں، بے رحم گرمیاں – کبھی نہ بدلنے والا معمول – بہت کم کام – اردگرد پھیلی لتیں۔

اگر وہ گر جائے تو کوئی نہیں آتا۔ اگر اُسے ڈاکٹر چاہیے تو وہ گھنٹوں گاڑی چلاتی ہے۔ اگر اُسے مسائل ہوں تو خود ہی نمٹتی ہے۔

اُس کی غیر موجودگی جغرافیائی ہے: وہ وسعت میں گم ہو جاتی ہے۔

سیاحتی و روحانی شعبے میں کام کرنے والی عورت – 30 برس

نیو میکسیکو "روحانی" سیاحت کو کھینچتی ہے: فن، مراقبہ، صحرا، اعتکاف، مقامی ثقافت۔

شاعرانہ تصویر کے پیچھے وہ عورتیں ہیں جو معیشت کو سہارا دیتی ہیں: – B&B – ثقافتی گائیڈ – گیلریاں – چھوٹے ریستوران – دستکاری کی دکانیں – موسمی خدمات۔

یہ ایک غیر مستحکم شعبہ ہے: سیزن میں بہترین کمائی، باقی مہینوں میں تقریباً کچھ نہیں۔

اُس کی غیر موجودگی معاشی ہے: علاقے کی خوبصورتی پیسہ کھینچتی ہے مگر وہاں رہنے والوں کے لیے اُسے روک کر نہیں رکھتی۔

اختتامیہ – نیو میکسیکو

نیو میکسیکو ایک ایسی ریاست ہے جو دو انتہاؤں کے بیچ موجود ہے: مطلق خوبصورتی اور پرانی غربت۔ گہری روحانیت اور سیاسی بے توجہی۔ مضبوط روایت اور کمزور خدمات۔

یہاں کی عورتیں سب کچھ اپنے کندھوں پر اٹھاتی ہیں: مقامی برادریاں، لاطینی خاندان، الگ تھلگ صحرا، فن کے شہر، معمولی نوکریاں۔

اور جب وہ ریاست کو سہارا دیتی ہیں، انہیں کوئی سہارا نہیں دیتا۔

یہ ایسی غیر موجودگی ہے جو کوئی شور نہیں کرتی کیونکہ منظر بہت خوبصورت ہے۔ اور خوبصورتی سب کچھ ڈھانپ لیتی ہے۔

غور و فکر – نیو میکسیکو

ہر ریاست غیر موجودگی کی ایک مختلف شکل دکھاتی ہے۔ نیو میکسیکو وہ شکل دکھاتی ہے جو فاصلے اور حل نہ ہونے والی تاریخ سے بنتی ہے۔

یہاں عورت کو کوئی ایک طاقت نہیں مٹاتی۔ اُسے سب کچھ مل کر مٹاتا ہے:

– جغرافیہ – ثقافت – روایت – غربت – تنہائی – خاندانی کردار – خدمات کی کمی – سیاسی گمنامی

یہ ایک قدیم مٹایا جانا ہے۔ تقریباً موروثی۔

اور اسی لیے یہ باب اہم ہے: کیونکہ نیو میکسیکو وقت کی بھلائی ہوئی جگہ نہیں۔ یہ ریاست کی بھلائی ہوئی جگہ ہے۔ اور عورتیں ہر روز اس کی قیمت چکاتی ہیں۔

ریاست نیویارک

نیویارک ایک شہر نہیں۔ یہ جسم پر ایک ضرب ہے۔ ایک لہر جو تمہیں پکڑ لیتی ہے اور گھسیٹ کر لے جاتی ہے چاہے تم نہ چاہو۔ ایک موجودگی جو اجازت نہیں مانگتی۔ تم یہاں قدم رکھتے ہو اور فوراً سمجھ جاتے ہو کہ جو وہ طے کرتا ہے اُسے تم طے نہیں کرتے۔

یہ دنیا کی واحد جگہ ہے جہاں تم لاکھوں لوگوں میں گھرے ہو کر بھی صحرا سے زیادہ تنہا محسوس کر سکتے ہو۔ یہ ایک ایسا شہر ہے جو تمہیں دیکھتا ہے، ناپتا ہے، پرکھتا ہے، کھا جاتا ہے، اور اگر تم اُس کی رفتار کا ساتھ نہ دے سکو تو پیچھے مڑ کر دیکھے بغیر تمہیں چھوڑ جاتا ہے۔

نیویارک تمہارا استقبال نہیں کرتا۔ وہ تمہیں پرکھتا ہے۔

یہ دنیا کا دارالحکومت ہے، مگر ان دیکھوں کا بھی دارالحکومت۔ وہ شہر جو صرف جیتنے والوں کو دکھاتا ہے اور اُن ہزاروں عورتوں کو بھول جاتا ہے جو اُس کے ایک ایک انچ کو چلاتی ہیں۔ وہ جو دوسروں کی زندگیوں کو سہارا دیتی ہیں جبکہ انہیں کوئی سہارا نہیں دیتا۔

نیویارک سب کچھ ایک ساتھ ہے: بے دردی سے دکھائی جانے والی دولت اور ایسی غربت جس کی اب کوئی آواز نہیں، ایسے محلے جو پانچ برس میں چہرہ بدل لیتے ہیں اور ایسے محلے جو پچاس برس میں نہیں بدلے، آپس میں گھلتی زبانیں، ایک دوسرے پر چڑھتی ثقافتیں، ایک دوسرے کو کاٹتے جسم، ایسی زندگیاں جو کبھی سچ مچ ایک دوسرے سے بات نہیں کرتیں۔

یہ مسلسل حرکت پر بنا شہر ہے: کھچا کھچ بھری ٹرینوں میں چڑھنا اترنا، گندی اور چمکتی سڑکوں پر چلنا، ایسی نوکری ڈھونڈنا جو تمہیں تیرتا رکھے، آرڈر پہنچانے کو دوڑنا، کلینک، اسکول، گھر، کام کی شفٹوں کی طرف جانا، ہزار مختلف سمتوں میں۔ یہ ایک ایسا علاقہ ہے جو تم سے بہت وعدے کرتا ہے، مگر تمہیں صرف وہی دیتا ہے جو تم چھین لو۔

نیویارک اُن عورتوں کے دم سے چلتا ہے جو اُن ٹکڑوں کو جوڑے رکھتی ہیں جنہیں دوسرے نظرانداز کرتے ہیں: وہ جو فلک بوس عمارتوں کی اوپری منزلوں پر کام کرتی ہیں، وہ جو نچلی منزلوں پر فرش صاف کرتی ہیں، وہ جو اُن خاندانوں کے بچے پالتی ہیں جن کے پاس وقت نہیں، وہ جو ایسے محلوں میں جیتی رہتی ہیں جن کی طرف کوئی دیکھنا نہیں چاہتا، وہ جو ایک ایسے شہر کا سامنا کرتی ہیں جو تم سے سب کچھ مانگتا ہے اور تمہیں ہمیشہ ادھورا چھوڑ دیتا ہے۔

یہاں عورت ایک ساتھ دباؤ کی تین سطحیں جھیلتی ہے:

1۔ رفتار کا دباؤ:

اگر تم سست پڑو تو غائب ہو جاتے ہو۔ نیویارک کسی کا انتظار نہیں کرتا اور تمہارے لیے کوئی استثنا نہیں کرتا۔

2۔ اخراجات کا دباؤ:

یہاں ہر چیز بہت مہنگی ہے — گھر، وقت، توانائی، شناخت۔ اور ہر دن ایک مالی امتحان بن جاتا ہے۔

3۔ موجودگی کا دباؤ:

تمہیں ہمیشہ وہاں ہونا ہے، تمہیں ڈٹے رہنا ہے، تمہیں کام کرتے رہنا ہے، تمہیں سنبھلے رہنا ہے۔

مگر تمہیں کون سنبھالتا ہے؟

نیویارک خوبصورت بھی ہے اور ظالم بھی: وہ تمہیں حقیقی مواقع دیتا ہے، مگر انتہائی بھاری قیمت مانگتا ہے۔

یہاں عورت کوئی کمزور موجودگی نہیں۔ وہ روزانہ بقا کی ایک مشین ہے۔ وہی اسکولوں، اسپتالوں، ریستورانوں، صفائی، عوامی خدمات، ٹرانسپورٹ، خاندانوں، فلک بوس عمارتوں، کاروباروں اور محلوں کو آگے بڑھاتی ہے۔

پھر بھی، شہر کی کہانی میں اُس کی آواز مرکزی نہیں۔ پس منظر ہے۔ کام کی چیز ہے۔ ضروری ہے مگر اُس کا جشن نہیں منایا جاتا۔ موجود ہے، مگر سنی نہیں جاتی۔

نیویارک وہ شہر ہے جو ہر چیز نمائش پر رکھتا ہے، سوائے اُن کے جو اُسے اصل میں چلاتی ہیں۔

اور ٹھیک اسی لیے اس جلد میں اُس کی جگہ الگ ہے۔ یہ کسی اور ریاست جیسی ریاست نہیں۔ یہ وہ نقطہ ہے جہاں امریکہ کی عورتوں کی ساری غیر موجودگیاں آ ملتی ہیں: معاشی، ثقافتی، شہری، لسانی، نسلی، پیشہ ورانہ اور جذباتی۔

یہ ہر اُس چیز کا عالمِ اصغر ہے جو چلتی ہے اور ہر اُس چیز کا جو نہیں چلتی۔

یہاں عورتیں ہر جگہ ہیں۔ پھر بھی وہ ایک لمحے میں غائب ہو سکتی ہیں۔ بس اتنا کافی ہے کہ اُن کی رفتار شہر کی رفتار سے دھیمی پڑ جائے۔

نیویارک بڑا ہے، مگر اتنا بڑا نہیں کہ ایک عورت کی زندگی کا بوجھ سما سکے۔ اور یہ باب اسے ثابت کرتا ہے: دنیا کا سب سے مشہور شہر سب سے منصف نہیں۔ بس سب سے زیادہ نظر آنے والا ہے۔ اور اُس کی روزمرہ زندگی کے بے پناہ شور میں عورت خاموشی میں کھو جاتی ہے۔

مین ہٹن

اولیویا، 39 – مڈ ٹاؤن، بلند و بالا دفاتر اور ایک مصروف طرزِ زندگی

اولیویا صبح 7:10 پر سب وے پکڑتی ہے۔ لائن 6، کھڑے کھڑے، ہاتھ میں فون، آنکھیں پہلے ہی ای میلوں کے بہاؤ پر جمی ہوئی۔

وہ مڈ ٹاؤن کی ایک شیشے کی عمارت کی ستائیسویں منزل پر کام کرتی ہے۔ وہ ایک ایسی کمپنی میں پروجیکٹ مینیجر ہے جو ایسی خدمات بیچتی ہے جنہیں کوئی ٹھیک سے سمجھا نہیں سکتا۔ سب نمبروں، پیش گوئیوں، سہ ماہی اہداف کی بات کرتے ہیں۔ لوگوں کی بات کوئی نہیں کرتا۔

اولیویا کی ایک چھ برس کی بیٹی ہے جو دن میں دو گھنٹے جاگتی ہے۔ صبح، اُسے کپڑے پہنانے کے لیے، شام کو اُسے سلانے کے لیے۔ باقی سب دوسروں کے سپرد ہے: بے بی سٹنگ، اسکول، اسکول کے بعد کی سرگرمیاں، جلدی جلدی کے پیغامات۔

اُس کا باس اُس سے "لچک" مانگتا ہے، مگر لچک ہمیشہ یک طرفہ ہوتی ہے: – لمبی ہوتی میٹنگیں – وقت سے باہر چلی جانے والی کالیں – گھڑی ہوئی ہنگامی صورتیں – ایسے پروجیکٹ جو "آج رات تک" ختم ہونے ہیں۔

مین ہٹن کو مواقع کے شہر کے طور پر بیچا جاتا ہے۔ اولیویا کے لیے یہ ایک ایسا شہر ہے جو اُس کا وقت چراتا ہے اور اُسے ہوم ڈیلیوری، لانڈری اور پیسے دے کر خریدی گئی خدمات کی شکل میں واپس بیچتا ہے۔

شام کو جب وہ دفتر سے نکلتی ہے تو عمارتوں کی روشنیاں مذاق لگتی ہیں۔ سب کچھ جگمگاتا ہے، سوائے اُس کی زندگی کے۔

اولیویا کی غیر موجودگی سستی نہیں۔ یہ وقت کھا جانے والی ہے۔ وہ ہر جگہ موجود ہے سوائے وہاں کے جہاں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

میں، نینڈو، جب اُسے اُس شخص کی تیز رفتار سے تھرڈ ایونیو پار کرتے دیکھتا ہوں جو سست پڑنے کا متحمل نہیں ہو سکتا، تو مجھے ایک سادہ سی بات دکھائی دیتی ہے: ایک عورت جو ایک ایسے شہر کو سنبھالے ہوئے ہے جو اُسے کبھی نہیں سنبھالے گا۔

— نینڈو

بروکلن

عائشہ، 31 – بیڈفورڈ اسٹائیوسنٹ، الٹی سمت کی جینٹریفکیشن

عائشہ بیڈ اسٹائی میں پیدا ہوئی، جو تاریخی طور پر سیاہ فاموں کا محلہ ہے۔ ریپ، تاریخ، خاندان، گرجا گھر، اور گرمیوں میں فٹ پاتھ پر باربی کیو۔

پھر "فنکار" آئے، سرمایہ کار، نئی کافی شاپس، پٹوں میں بندھے اعلیٰ نسل کے کتے، اور بے ڈھنگے انداز میں بڑھتی قیمتیں۔ وہی پرانا منظرنامہ۔

عائشہ ایک مقامی سرکاری اسکول میں کام کرتی ہے۔ اُس کے شاگرد ایسے خاندانوں سے آتے ہیں جنہیں ہر سال بے دخلی کا سامنا ہوتا ہے۔ بچپن کے اُس کے بہت سے ہم جماعت اب وہاں نہیں رہتے، "ازسرِنو ترقی" کے منصوبوں نے انہیں باہر دھکیل دیا ہے۔

وہ پڑھاتی ہے، سنتی ہے، جھگڑے نمٹاتی ہے، حفاظت کرتی ہے۔ دن میں وہ استاد ہے، ماہرِ نفسیات، بڑی بہن اور حفاظتی دیوار۔ رات کو وہ کرائے کے باورچی خانے میں میز پر بیٹھ کر ہوم ورک جانچتی ہے، اس فکر میں کہ ایک دن وہ یہ گھر افورڈ نہیں کر پائے گی۔

شہر بروکلن کا جشن "کول" کہہ کر مناتا ہے۔ عائشہ کے پاس "کول" ہونے کا وقت نہیں: اُسے زندہ رہنا ہے۔

اُس کی غیر موجودگی شہری اور سیاسی ہے: وہ محلہ جس پر سب سٹہ کھیلتے ہیں، واحد ہے جس کی سچ مچ کوئی نہیں سنتا۔

— نینڈو کوئنز

ماریا فرنانڈا، 42 – جیکسن ہائٹس، ایک میں تین دنیائیں

جسم

ماریا فرنانڈا ایکواڈور سے ہے۔ وہ کوئنز کے جیکسن ہائٹس میں رہتی ہے: وہ جگہ جہاں ایک بلاک میں دس مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں، اور اُن میں سے کوئی بھی طاقت کی زبان نہیں۔

وہ رات کو مین ہٹن میں دفتروں کی صفائی کرتی ہے اور دن میں، جب ضرورت ہو، بچوں کی دیکھ بھال۔ نیند گھنٹوں کے حساب سے ملنے والی عیاشی ہے۔

اُس کے دو بچے ہیں: ایک کیٹو میں پیدا ہوا، ایک نیویارک میں۔ بڑا پوچھتا ہے کہ وہ کبھی گھر پر کیوں نہیں ہوتی۔ چھوٹا سمجھتا ہے کہ اُس کی ماں ہمیشہ جلدی میں ہوتی ہے۔

ماریا اپنی ماں کو پیسے بھیجتی ہے، جو ایکواڈور میں رہ گئیں۔ وہ دو براعظموں کو سہارا دیتی ہے۔ ایک جسم کے ساتھ۔

اُس کی زندگی ایک مسلسل آمد و رفت ہے: کوئنز ← مین ہٹن ← کوئنز۔ سست ٹرینیں، بھاری تھیلے، تھکی ٹانگیں۔

اُسے سچ مچ کوئی نہیں دیکھتا۔ جس امریکی بچی کی وہ دیکھ بھال کرتی ہے اُس کے والدین کے لیے وہ "میری" ہے۔ صفائی کرنے والی ساتھیوں کے لیے وہ "وہ خاتون جو کبھی نہیں رکتی" ہے۔

اُس کی غیر موجودگی لسانی اور سماجی ہے: وہ کام کرنے والے نیویارک کو چلاتی ہے، مگر کسی سرکاری بیانیے کا حصہ نہیں۔

میں، نینڈو، ایک اتوار کی صبح روزویلٹ ایونیو پر اُس سے ملتا ہوں اور میرے ذہن میں بس ایک ہی بات آتی ہے: یہ ملک صرف اس لیے کھڑا ہے کہ اُس جیسی عورتیں اسے گرنے نہیں دیتیں۔ — نینڈو

برونکس

کیشا، 29 – ساؤتھ برونکس، روزانہ کی مزاحمت

کیشا ساؤتھ برونکس میں رہتی ہے۔ خستہ عمارتیں، بار بار بجتے سائرن، سستی دکانیں، ٹوٹے فٹ پاتھوں پر کھیلتے بچے۔

وہ اکیلی دو بچے پال رہی ہے۔ اُن کا باپ برسوں پہلے وعدوں اور معذرتوں کے بیچ غائب ہو گیا۔

وہ ایک سپر مارکیٹ میں شام کی شفٹ میں کام کرتی ہے: – تیز رفتار کاؤنٹر – جھنجھلائے ہوئے گاہک – ہر منٹ پر نظر رکھنے والے مینیجر – تنخواہ جو کبھی پوری نہیں پڑتی۔

دن میں وہ بھاگتی پھرتی ہے: – بچوں کو اسکول لے جانا – استادوں سے بات کرنا – امداد سنبھالنے والے دفتر سے بحث کرنا – سودا سلف، ایک ایک ڈالر گن کر۔

اُس کے پاس اپنے بارے میں سوچنے کا وقت نہیں۔ اُسے بس اتنا معلوم ہے کہ اُن دو بچوں کو اپنے پیروں پر کھڑا رکھنا ہے۔

برونکس کو اب بھی ایک مسئلے کے طور پر دکھایا جاتا ہے۔ کیشا وہ حل ہے جسے کوئی نہیں پہچانتا: وہ ماں جو ایک ایسے محلے کو سنبھالے ہوئے ہے جسے سیاستدان صرف پس منظر کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

اُس کی غیر موجودگی ڈھانچہ جاتی ہے: جو کچھ ہوتا ہے وہ اُس کے مرکز میں ہے، مگر نظام کے لیے وہ موجود ہی نہیں۔

— نینڈو

اسٹیٹن آئی لینڈ

جینا، 45 – دو شہروں کے بیچ ان دیکھی مسافر

جینا اسٹیٹن آئی لینڈ میں رہتی ہے۔ وہ مین ہٹن میں ایک انشورنس دفتر میں کام کرتی ہے۔ ہر روز وہی معمول:

– بس – فیری – میٹرو – دفتر – اور پھر سب کچھ واپس شروع سے۔

مین ہٹن والوں کے لیے اسٹیٹن آئی لینڈ بمشکل موجود ہے۔ نقشے پر ایک ننھا سا ابھار، ڈھیر کی تہہ۔ مگر جینا کے لیے یہ گھر ہے۔ مگر ایک پنجرہ بھی ہے۔

وہ نوکری بدلنا چاہتی ہے، مگر ہر سنجیدہ موقع دور ہے۔ وہ اپنے بچوں کے لیے زیادہ وقت چاہتی ہے، مگر وہ اسے ٹرانسپورٹ کو دے دیتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ ہر شام تھکی ہوئی نہ ہو، مگر شہر اپنے کناروں پر رہنے والوں سے مہربانی نہیں کرتا۔

اُس کی غیر موجودگی وقت کی بھی ہے اور جگہ کی بھی: وہ ایک ایسی جگہ رہتی ہے جو اُسے الگ تھلگ کرتی ہے، ایک ایسی جگہ کام کرتی ہے جو اُسے استعمال کرتی ہے۔

میں، نینڈو، اُسے فیری پر کھڑا تصور کرتا ہوں، ہاتھ میں کافی کا کپ، آنکھیں اسکائی لائن میں کھوئی ہوئی۔ سامنے نیویارک۔ اُس کی زندگی بیچ میں ہے۔

— نینڈو

Wall Street

ریچل، 37 – وہ عورت جو ٹوٹ نہیں سکتی۔

ریچل مالیاتی شعبے میں کام کرتی ہے۔ اُس کے پاس اوسط درجے کی ہونے کی عیاشی نہیں۔ اُس ماحول میں نہیں۔ ایک عورت کے طور پر نہیں۔

اُس نے تیز بولنا سیکھا، لہجے میں کبھی غلطی نہ کرنا، کبھی ہچکچاہٹ نہ دکھانا۔ ٹوٹ جانے پر کوئی کسی کو معاف نہیں کرتا، مگر عورت کا ٹوٹنا عمر بھر کا داغ بن جاتا ہے۔

دن مشینیں ہیں: نمبر، گراف، کالیں، میٹنگیں، ایک کے بعد ایک ای میل، کاروباری عشائیے، بہت جلد بازی میں کیے گئے فیصلے جن کے نتائج بہت بڑے ہیں۔

جب وہ گھر لوٹتی ہے تو خالی ہوتی ہے۔ اداس نہیں: خالی۔ اُس میں کام کے باہر کچھ بنانے کی توانائی نہیں۔ ادھورے رشتے، ٹوٹی دوستیاں، دور کا خاندان۔

نیویارک کانفرنسوں، بااختیاری کی تقریبات اور پینلز میں Wall Street پر عورتوں کی کامیابی پر تالیاں بجاتا ہے۔ پھر جیسے ہی مائیکروفون بند ہوتا ہے، سب کچھ پہلے جیسا ہو جاتا ہے۔

اُس کی غیر موجودگی جذباتی ہے: وہ ہر اُس کمرے میں موجود ہے جہاں فیصلے ہوتے ہیں، مگر وہاں بیٹھنے کے لیے اُسے اپنا ایک حصہ چھوڑنا پڑا۔

اس کہانی کا کوئی سبق نہیں۔ بس ایک کھلا حساب ہے۔

— نینڈو

لاطینی آیا

ڈولورس، 54 – اپر ایسٹ سائیڈ، دوسروں کے بچے پالتی ہے۔

ڈولورس میکسیکو سے آئی ہے۔ وہ بیس برس سے نیویارک میں رہ رہی ہے۔ بیس برس سے وہ ایسے گھروں میں آ جا رہی ہے جو کبھی اُس کے نہیں ہوں گے۔

وہ اپر ایسٹ سائیڈ میں کام کرتی ہے، بہت بڑے اپارٹمنٹس، دربانوں، خاموش لفٹوں، اور ایسے باورچی خانوں کے بیچ جو کوئنز میں اُس کے پورے ایک کمرے والے اپارٹمنٹ سے بڑے ہیں۔ اُس نے ایک ایسے خاندان میں چار بچے پالے جو اُسے "تقریباً گھر کا فرد" سمجھتا ہے۔ "تقریباً۔" ایک لفظ جو سب کچھ کہہ دیتا ہے۔

اُس نے انہیں پہلے قدم اٹھاتے دیکھا، اُن کا رونا سنا، اُن کے آنسو پونچھے، ناشتے تیار کیے، انہیں اسکول چھوڑا، اُن کی دوپہروں کی ویڈیو بنائی، اُن کے اعترافات سنے۔

جب وہ بچے بڑے ہوتے ہیں، چلے جاتے ہیں۔ ڈولورس رہ جاتی ہے۔

اُس شام وہ دیر سے گھر آتی ہے۔ اُس کا اپنا بیٹا، اب بڑا ہو چکا، اب بھی اُس کا ایک طرح کا احترام کرتا ہے، رنجش میں ملا ہوا: بچپن میں اُس نے ماں کو بہت کم دیکھا۔ وہ دوسروں کی ماں بننے میں مصروف تھی۔

اُس کی غیر موجودگی دوہری ہے: دوسروں کی زندگیوں میں موجود ماں، اپنے ہی خاندان سے غائب ماں۔

اور امریکہ یہ سب ایک جملے میں سمیٹ دیتا ہے: "یہی نوکری ہے۔"

— نینڈو

بے گھر عورت

مونیک، 51 – مڈ ٹاؤن، لاکھوں کے بیچ ان دیکھی

مونیک جہاں جگہ ملے سو جاتی ہے۔ کبھی کسی پناہ گاہ میں، کبھی کسی بند دکان کے شیشے کے سامنے گتے کے ٹکڑے پر، کبھی کسی سب وے اسٹیشن کی کرسی پر۔

کبھی اُس کا ایک گھر تھا، ایک ساتھی، ایک نوکری۔ پھر وہی پرانا چکر: بیماری، قرض، نوکری کا جانا، ذہنی ٹوٹ پھوٹ، سہارا دینے کو کوئی نہیں۔ وہ سیاہ فام ہے، پچاس سے اوپر، اور ایک ایسا جسم رکھتی ہے جسے وہ سڑکوں پر گزرنے والی ہر سردی میں ڈھوتی ہے۔

صبح، جب شہر کام کی طرف دوڑتا ہے، وہ وہاں ہوتی ہے۔ وہی سڑک، وہی کونا، وہی نگاہ جس سے کوئی نظر ملانا نہیں چاہتا۔

اُس کی غیر موجودگی مکمل ہے: نظام کے لیے وہ اب کچھ نہیں۔ نہ کارکن، نہ صارف، نہ "کارآمد"۔ لہٰذا وہ موجود نہیں۔

میں، نینڈو، جب بھی نیویارک میں کسی عورت کو سڑک پر دیکھتا ہوں، خود سے وہی دو ٹوک سوال کرتا ہوں: ریاست کو کتنی سیڑھیاں چھوڑنی پڑیں کہ وہ یہاں آ پہنچی؟

جواب ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے: بہت زیادہ۔ نینڈو

بڑا اسپتال

صوفیہ، 34 برس – دو شفٹوں کے بیچ نرس اور بغیر

سانس کے

صوفیہ اسپتال میں داخل ہوتی ہے جب بہت سے لوگ ابھی سو رہے ہوتے ہیں۔ شفٹ صبح 7 بجے سے شام 7 بجے تک ہے۔ اگر سب ٹھیک رہے۔ کیونکہ کچھ وارڈوں میں "اگر سب ٹھیک رہے" کا وجود ہی نہیں۔

وہ مین ہٹن کے ایک بڑے اسپتال میں کام کرتی ہے۔ نہ ختم ہونے والی راہداریاں، نیون روشنیاں، الارم، مانیٹر، ٹوٹی ہوئی آوازیں، مشینوں سے جڑے جسم، سوال پوچھتے رشتہ دار، تیزی سے گزرتے ڈاکٹر۔

صوفیہ گرنے کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ ہر عمل کے نتائج ہوتے ہیں۔ ہر غفلت بھاری پڑتی ہے۔

شفٹ کے آخر میں بھی اُس کے پاس رہ جاتی ہیں: – کہانیاں جو ختم نہیں ہوتیں – نگاہیں جو وہ بھولتی نہیں – خبریں جو اُسے سرگوشی میں سنانی پڑیں – ذمہ داریاں جو کوئی اُس سے لے نہیں سکتا۔ اسپتال کے باہر نیویارک ایسے دوڑتا ہے جیسے کچھ ہو ہی نہیں رہا۔ اندر، وہ شہر کے سب سے نازک حصے کو سنبھالے ہوئے ہے۔

اُس کی غیر موجودگی جذباتی بھی ہے اور ادارہ جاتی بھی: وہ صحت کے نظام کے دل میں ہے، مگر اُس کی آواز کی اتنی اہمیت نہیں جتنی اُس کی برداشت کی۔

میں، نینڈو، وردی میں ملبوس اِن عورتوں کو شفٹ کے بعد نڈھال نکلتے دیکھ کر ایک سادہ سی بات سمجھتا ہوں: اگر ایک دن یہ سب مل کر رکنے کا فیصلہ کر لیں تو شہر 48 گھنٹوں میں ڈھے جائے۔

— نینڈو

ریستوران

جولیا، 27 – لوئر ایسٹ سائیڈ، پلیٹیں، میزیں اور دبی ہوئی

عزت

جولیا اطالوی امریکی ہے، مگر اُس نیویارک کی جسے اصل اطالوی اب نہیں جانتے۔ پوسٹ کارڈ والا لٹل اٹلی نہیں، بلکہ لوئر ایسٹ سائیڈ کے ایک ریستوران میں نہ ختم ہونے والی شفٹیں۔

وہ ویٹرس ہے، مگر وہ اس سے کہیں زیادہ کرتی ہے: – فوری بن جانے والی ماہرِ نفسیات – جھنجھلائے گاہکوں کے لیے بجلی کا موصل – باورچی خانے اور ڈائننگ ہال کے بیچ کی ڈھال – دکھانے کے لیے جمالیاتی موجودگی – جسم ہمیشہ سیدھا، مسکراہٹ ہمیشہ قائم

ٹپ طے کرتی ہے کہ ہفتہ گزارے کا ہے یا مہلت کا۔ بنیادی تنخواہ مضحکہ خیز ہے، جیسا کہ اس صنعت میں ہمیشہ ہوتا ہے۔

شام کے آخر میں اُس سے سب سے احمقانہ سوال پوچھا جاتا ہے: "اور تم اصل میں کام کیا کرتی ہو؟"

جیسے یہ "اصل" کام نہ ہو۔ اُس کی غیر موجودگی سماجی ہے: جب بھوک لگے تو سب کو اُس کی ضرورت ہوتی ہے، جب حقوق کی بات آئے تو کوئی اُسے خاطر میں نہیں لاتا۔

میں، نینڈو، ایک ایسی عورت کی زیادہ عزت کرتا ہوں جو ڈائننگ ہال میں آٹھ گھنٹے کی شفٹ سنبھال سکتی ہے، بہ نسبت میز پر بیٹھے اُس شخص کے جو سمجھتا ہے کہ وہ صرف پیسے دینے کی وجہ سے زیادہ قیمتی ہے۔

— نینڈو

تخلیقی صنعت

لیا، 36 – بروکلن، ایک تخلیق کار جو کبھی اپنا

دماغ بند نہیں کر سکتی۔

لیا بروکلن اور مین ہٹن کی ایک پروڈکشن کمپنی میں رائٹر اور پروڈیوسر کے طور پر کام کرتی ہے۔ سیریز، مہمات، مواد۔ ہمیشہ کچھ ایجاد کرنا ہے، ہمیشہ کسی کو قائل کرنا ہے، ہمیشہ کوئی مضحکہ خیز ڈیڈ لائن۔

ایک نئے پروجیکٹ کے آغاز کی پارٹی میں سب "وژن"، "اسٹوری ٹیلنگ" اور "نئے بیانیوں" کی بات کرتے ہیں۔ بے خواب راتوں، نہ ختم ہونے والی ترامیم، چرائے گئے خیالوں، یا "کام سے لگن" کے بھیس میں چھپی تھکن کی بات کوئی نہیں کرتا۔

لیا بُش وِک میں ایک مشترکہ اپارٹمنٹ میں رہتی ہے۔ شاید اُس نے "اپنا کیریئر بنا لیا" ہو، مگر شہر کی مہنگائی ہر ترقی کو کھا جاتی ہے۔

اُس کی غیر موجودگی پیشہ ورانہ ہے: نیویارک تخلیقی صلاحیت کو آزادی کے طور پر بیچتا ہے، مگر اُس کی تخلیق بجٹوں، کالوں، بے تکی فرمائشوں اور مسلسل دباؤ سے بندھی ہے۔

وہ تخیل پیدا کرتی ہے۔ دوسرے اُس سے پیسے بناتے ہیں۔

— نینڈو

ٹکڑوں میں فری لانس

پریا، 33 – تین نوکریاں، تحفظ صفر

پریا کوئنز میں بھارتی والدین کے ہاں پیدا ہوئی۔ وہ پڑھی لکھی ہے اور اُس کا دماغ خیالوں سے بھرا ہے، مگر نیویارک کی نوکریوں کی منڈی نے اُسے ایک واضح پیکج تھما دیا ہے: عمر بھر فری لانس۔

وہ اُن ایجنسیوں کے لیے گرافک ڈیزائن کرتی ہے جو اُسے "بیرونی معاون" کہتی ہیں، اُن برانڈز کے لیے مواد لکھتی ہے جو کبھی اُس کا نام نہیں لیتے، اور کبھی کبھار کرایہ پورا کرنے کے لیے مختصر کورس پڑھاتی ہے۔

اُس کی نہ چھٹیاں ہیں، نہ بیماری کی رخصت، نہ بونس، کچھ بھی یقینی نہیں۔ اُس کے پاس صرف ذمہ داریاں ہیں۔

دن میں وہ کام پہنچاتی ہے۔ رات کو وہ ای میلیں دیکھتی ہے، اس امید پر کہ اُسے ایک اور "ہمیں کل تک ایک معجزہ چاہیے" نہ ملے۔

شہر کو یہ کہنا پسند ہے: "یہاں، اگر تم میں ٹیلنٹ ہے، تو تم کامیاب ہو سکتے ہو۔" مگر سچ کچھ اور ہے: یہاں، اگر تم میں ٹیلنٹ ہے، تو وہ تمہیں تب تک نچوڑیں گے جب تک تم میں کچھ باقی نہ رہے۔

اُس کی غیر موجودگی معاہداتی ہے: وہ ابلاغ، مہمات اور پروجیکٹس کے ٹکڑے سنبھالتی ہے، مگر کاغذ پر وہ ہمیشہ "آؤٹ سورس" ہوتی ہے۔

میں، نینڈو، تم جیسی کسی شخصیت کے چہرے میں یہ چال صاف دیکھتا ہوں: بھرا ہوا کام، خالی زندگی۔

— نینڈو

سرکاری رہائش

نانیا، 44 – ایسٹ ہارلم، ماں، نگران، نشانہ

تانیا ایسٹ ہارلم کے ایک سرکاری رہائشی کمپلیکس میں رہتی ہے۔ عمارتیں پرانی ہیں، دیکھ بھال ناقص، لفٹیں اکثر خراب ہو جاتی ہیں، اور سیڑھیاں گھس چکی ہیں۔

وہ تین بچوں کی ماں ہے۔ وہ ایک مقامی اسکول میں معاون کے طور پر کام کرتی ہے۔ وہ کم کرایہ دیتی ہے، مگر اصل قیمت کچھ اور ہے: ایک ایسی جگہ رہنا جسے ریاست اب اپنا نہیں سمجھتی۔

ہر دن بٹا ہوا ہے: – کام – اسکول کی میٹنگیں – مدد کے محتاج پڑوسی – امداد کے لیے دفتری کارروائی – پیچیدہ ماحول میں بڑے ہوتے بچوں کی فکر – جھگڑوں، پولیس، سائرنوں کا شور۔

اُس کی غیر موجودگی سیاسی ہے: اُس کا محلہ صرف تب موجود ہوتا ہے جب "سماجی مسائل" پر بات کرنے کے لیے کوئی تصویر چاہیے۔

اس دوران اسے زندہ رکھنے والی وہی ہے، اور اُس جیسی عورتیں، جو ہر چیز کے آگے دیوار بن کر کھڑی رہتی ہیں۔

نیویارک ترقی، احیا اور سرمایہ کاری کی بات کرتا ہے۔ مگر جب تم کچھ عمارتوں کی سیڑھیاں چڑھتے ہو تو سمجھ جاتے ہو کہ بہت سی برسوں سے لاوارث پڑی ہیں۔

— نینڈو

گھریلو تشدد

روزا، 38، کوئنز، خوف اور کاغذات کے بیچ پھنسی ہوئی۔

روزا ڈومینیکن ریپبلک سے ہے۔ وہ کوئنز کے ایک نہ ختم ہونے والے حصے میں ایک مشترکہ اپارٹمنٹ میں رہتی ہے۔

اُس کا ایک شوہر ہے جو وقفے وقفے سے کام کرتا ہے اور جس کے دن بدلتے رہتے ہیں: ایسے دن جب وہ معافی مانگتا ہے، ایسے دن جب وہ چیختا ہے، ایسے دن جب وہ دھکے دیتا ہے، ایسے دن جب وہ مارتا ہے۔ روزا تین وجوہات

سے نہیں جاتی: – وہ ڈرتی ہے – اُس کے پاس پیسے نہیں – اُسے ملک میں رہنے کا اجازت نامہ کھونے کا ڈر ہے۔

رات کو، جب وہ سو جاتا ہے، وہ ظاہر کرتی ہے کہ کچھ نہیں ہو رہا۔ صبح وہ نیل چھپانے کے لیے میک اپ کرتی ہے اور ایک لانڈرومیٹ میں کام پر چلی جاتی ہے۔

نظام اُس سے کہتا ہے: "فون کرو، مدد مانگو، نکل جاؤ۔" مگر حقیقت زیادہ گندی ہے: بھری ہوئی پناہ گاہیں، انتظار کی فہرستیں، بوجھ تلے دبے سماجی کارکن، بہت کم حقیقی تحفظ۔

اُس کی غیر موجودگی قانونی ہے: وہ قوانین، کاغذات، خوف اور متبادل کی کمی کے ایک خلا میں پھنسی ہوئی ہے۔

میں، نینڈو، باہر سے دیکھ رہا ہوں اور جانتا ہوں کہ "اگر وہ چاہے تو جا سکتی ہے" والا جملہ اس دنیا کے گھڑے ہوئے سب سے جھوٹے اور بزدلانہ جملوں میں سے ایک ہے۔

— نینڈو

انتہائی قدامت پسند محلے

حایا، 29 – بورو پارک، پیدائش سے پہلے طے شدہ زندگی۔

حایا بروکلن کے بورو پارک میں رہتی ہے۔ ایک انتہائی قدامت پسند یہودی محلہ۔ سخت قواعد، بند برادری، مقرر کردار۔

اُس کی زندگی کا فیصلہ اس سے پہلے ہو گیا تھا کہ وہ کوئی رائے بھی رکھ سکتی: – بہت کم عمری میں شادی – بہت سے بچے – کوئی حقیقی خود مختاری نہیں – مرکز میں مذہبی تعلیم – باہر کی دنیا خطرہ سمجھی جاتی ہے۔

اُس کا دن بھرا ہوا ہے: گھر، بچے، خریداری، کھانا پکانا، رسومات، مسلسل فرمائشیں۔ کبھی سچی خاموشی کا ایک لمحہ نہیں، کبھی صرف اُس کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ حایا کے خیالات ہیں جو وہ ظاہر نہیں کر سکتی۔ سوال ہیں جو وہ پوچھ نہیں سکتی۔ اندازے ہیں کہ باہر کیا ہو سکتا ہے، مگر وہاں تک پہنچنے کا کوئی نقشہ نہیں۔

اُس کی غیر موجودگی ثقافتی اور روحانی ہے: وہ اپنی دنیا کے ہر عمل میں موجود ہے، مگر ڈھانچے سے الگ ایک فرد کے طور پر موجود نہیں ہو سکتی۔

نیویارک تنوع پر تالیاں بجاتا ہے، مگر یہ ماننے میں خوش ہے کہ کچھ عورتیں "ان دیکھے" ثقافتی پنجروں میں رہیں، بشرطیکہ وہ دوسروں کو پریشان نہ کریں۔

— نینڈو

نیل سیلون

لی می، 41 – فلشنگ، کامل ہاتھ، کھپی ہوئی زندگی

لی می کوئنز کے فلشنگ میں ایک نیل سیلون میں کام کرتی ہے۔ ایک کے بعد ایک گاہک، ایک کے بعد ایک ناخن، نیل پالش ریموور کی بو، منہ پر ماسک، جھکی کمر۔

وہ دس برس سے زیادہ پہلے چین سے آئی تھی۔ اُسے فوراً کام مل گیا: نقد ادائیگی، لمبی شفٹیں، کم سوال۔

وہ ہفتے میں چھ دن، دن میں دس گھنٹے کام کرتی ہے۔ کبھی اس سے بھی زیادہ۔

گاہکوں کے لیے وہ جگہ کا ایک حصہ ہے: "وہ خاتون جو ناخن اچھے اور خاموشی سے بناتی ہے"۔

کوئی خود سے نہیں پوچھتا: – اُن کی جیب میں کتنے پیسے بچتے ہیں – وہ کتنی بار کیمیکل سانس میں لیتی ہیں – کیا اُن کے پاس ہیلتھ انشورنس ہے – کیا وہ رات کو درد کے بغیر سو سکتی ہیں۔ اُس کی غیر موجودگی کیمیائی اور سماجی ہے: وہ نیون روشنیوں کے نیچے آہستہ آہستہ گھستی جاتی ہے، دوسروں کے ہاتھ خوبصورت بناتے ہوئے، جبکہ کوئی نہیں دیکھتا کہ اُس کے اپنے ہاتھ کیسے ہیں۔

میں، نینڈو، اُسے شام کو دکان بند کرتے اور پیسے گنتے تصور کرتا ہوں۔ منافع نہیں: گنجائش۔ تیرتے رہنے یا تھوڑا اور گہرا ڈوب جانے کا فرق۔

— نینڈو

رات کی عورت

جیسمین، 28 – ٹائمز ٹیمز، تیز روشنیاں، نازک زندگی

جیسمین ایسے کلبوں میں کام کرتی ہے جو آدھی رات کے بعد جاگتے ہیں۔ وہ فن کے لیے نہیں ناچتی۔ وہ زندہ رہنے کے لیے ناچتی ہے۔

لمبی شفٹیں، اندھیری راہداریاں، حد سے زیادہ مسکرانے والے مینیجر، ایسے گاہک جو خدمت کو اپنا حق سمجھ بیٹھتے ہیں۔

اُس نے دس قاعدے سیکھے ہیں جو کہیں لکھے ہوئے نہیں: – مسکراؤ – بھروسا نہ کرو – اکیلی نہ رہو – جو وہ پیش کریں وہ نہ پیو – ڈر نہ دکھاؤ – آنکھیں کھلی رکھو – دوست نہ بناؤ – کسی وعدے پر یقین نہ کرو – رکو نہیں – دیر سے اکیلی گھر نہ آؤ۔

ہر رات ایک ان دیکھے دھاگے پر توازن کا کھیل ہے۔ اُس کی کوئی حفاظت نہیں کرتا: نہ کلب، نہ پولیس، نہ شہر۔

اُس کی غیر موجودگی اخلاقی ہے: سب جانتے ہیں کہ وہ موجود ہے، مگر کوئی اُسے ایک کارکن کے طور پر تسلیم نہیں کرنا چاہتا۔

میں، نینڈو، جب لڑکیوں کو صبح سویرے کلبوں سے نکلتے دیکھتا ہوں تو جانتا ہوں کہ طاقت پُرکشش نہیں ہوتی۔ وہ بقا ہے۔ — نینڈو ڈیلیوری والی عورت کارلا، 30 – کوئنز ← مین ہٹن، بارش، برف، گرمی، ہمیشہ سڑکوں پر کارلا اپنی سائیکل کے ساتھ کام کرتی ہے۔ کمر پر تھرمل بیگ، ہینڈل پر فون، ایک ایپ جو سب کچھ طے کرتی ہے: – راستہ – معاوضہ – وقت – جرمانہ – اگلا آرڈر وہ نظام کا "اسمارٹ" حصہ ہے۔ وہ حصہ جس کی طرف کوئی دیکھنا نہیں چاہتا۔ وہ گاڑیوں، ٹیکسیوں، گڑھوں اور بے رحم ٹریفک سگنلوں کے بیچ سے تیر کی طرح نکلتی ہے۔ وہ بارش میں پیڈل مارتی ہے، برف میں، اُس ہوا کے ساتھ جو اُس کا چہرہ ٹھٹھرا دیتی ہے۔ سب کچھ چند ڈالروں کے لیے جو قطرہ قطرہ ملتے ہیں۔ اُس شام وہ نڈھال ہو کر گھر لوٹتی ہے۔ نہ تحفظ، نہ سلامتی، نہ انشورنس۔ اُس کی غیر موجودگی ڈیجیٹل ہے: وہ صرف ایپس کے اندر موجود ہے۔ باہر نہیں۔ — نینڈو ڈیپ کوئنز کی اکیلی ماں ایریکا، 33 – فار راک وے، سمندر، فاصلے اور غربت کے بیچ فار راک وے

نیویارک ہے، مگر پوری طرح نہیں۔ یہ دور دراز، کٹا ہوا اور بھولا ہوا ہے۔ ایک علاقہ جسے شہر صرف اعداد و شمار کے لیے استعمال کرتا ہے۔ ایریکا وہاں دو بچوں کے ساتھ رہتی ہے۔ وہ ایک سپر مارکیٹ میں کام کرتی ہے۔ ہر روز وہ جو کر سکتی ہے کرتی ہے:

– بچوں کو پالتی ہے – انہیں کپڑے پہناتی ہے – ناشتہ بناتی ہے – انہیں اسکول لے جاتی ہے – کام پر بھاگتی ہے – گاہک، ترازو، کیش رجسٹر سنبھالتی ہے – غیر معمولی لمبے بس سفروں سے گھر آتی ہے – کھانا پکاتی ہے – صفائی کرتی ہے – سب کچھ ترتیب سے رکھتی ہے

وہ ایک ماں ہے جس کی تین زندگیاں ہیں: اپنی، اپنے بچوں کی، اور محلے کی۔

اُس کی غیر موجودگی جغرافیائی ہے: وہ اتنی دور رہتی ہے کہ دکھائی نہیں دیتی۔

میں، نینڈو، نقشوں اور فاصلوں کو دیکھتا ہوں اور ایک بات جانتا ہوں: جو فار راک وے میں رہتے ہیں وہ ہر روز ایک ان دیکھی معذوری کے ساتھ جیتے ہیں۔

— نینڈو

بروکلن کی سیاہ فام برادری کی عورت

لاتویا، 40 – براؤنزول، بقا کا معمول

براؤنزول نیویارک کے سب سے زیادہ تباہ حال محلوں میں سے ہے۔ پرانی غربت، ناقص خدمات، نظرانداز اسکول۔

لاٹویا کی دو نوکریاں ہیں: صبح ایک اسکول میں، شام کو ایک اولڈ ہوم میں۔

اُس کا دن کبھی ختم نہیں ہوتا۔ اُس کا کوئی نظام الاوقات نہیں۔ اُس کی کوئی گنجائش نہیں۔ اُس کی کوئی مہلت نہیں۔

ہر مہینے تمہیں طے کرنا پڑتا ہے کہ پہلے کیا ادا کرو: کرایہ؟ بل؟ کھانا؟ ٹرانسپورٹ؟ دوائیں؟

اُس کی غیر موجودگی نسلی ہے: ایک ایسے شہر میں جو خود کو "ترقی پسند" کہلانا پسند کرتا ہے، غریب محلوں کی سیاہ فام عورتیں سب سے آخر میں غائب ہوتی ہیں اور دوبارہ تبھی نظر آتی ہیں جب آن لائن پوسٹ کرنے کو کوئی سانحہ ہو۔ — نینڈو ٹیک کی عورت ہانا، 29 – مین ہٹن، اسٹارٹ اپ، بے چینی، دباؤ، دکھاوا ہانا ایک ٹیک اسٹارٹ اپ میں کام کرتی ہے جو "تنوع"، "شمولیت"، "مستقبل" اور "نئی قیادت" کی بات کرتا ہے۔ پھر، عملی طور پر: – اوپر مرد – فیصلے کرنے والے مرد – پروجیکٹ چلانے والے مرد – فنڈ پانے والے مرد۔ ہانا سارا ان دیکھا کام کرتی ہے: انتظام، ترمیم، پیشکش، گاہکوں سے معاملہ، ہنگامی صورتوں سے نمٹنا۔ وہ اچھی ہے۔ اتنی اچھی کہ ہر کوئی اُس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ وہ ایک سال سے بے چینی اور تھکن کے لیے تھراپی میں ہے۔ اُس کی غیر موجودگی ثقافتی ہے: ٹیک جدید ہونے کا دعویٰ کرتی ہے، مگر اندر سے پرانی ہے۔ میں، نینڈو، سمجھ چکا ہوں کہ "نئی دنیا" تب تک نہیں بدلتی جب تک اُس پر حکومت کرنے والے نہ بدلیں۔ — نینڈو بے دستاویز تارکِ وطن یاریتزا، 26 برس – برونکس، ہر جگہ کام کرتی ہے، چھپ کر جیتی ہے۔ یاریتزا ریاست کے لیے موجود نہیں۔ لہٰذا ریاست اُس کے لیے موجود نہیں۔ وہ تین غیر معمولی جگہوں پر کام کرتی ہے: – ایک اپارٹمنٹ بلڈنگ میں صفائی – ایک ڈیلی میں کھانا پکانا – ضرورت پڑنے پر بچوں کی دیکھ بھال۔

اُسے نقد ادائیگی ہوتی ہے۔ کوئی تحفظ نہیں۔ کوئی حفاظت نہیں۔ کوئی حقوق نہیں۔

وہ پولیس سے ڈرتی ہے، امیگریشن سے ڈرتی ہے، مکان مالکوں سے ڈرتی ہے، ڈرتی ہے کہ ایک شکایت اُسے ہمیشہ کے لیے غائب کر دے گی۔

اُس کی غیر موجودگی قانونی ہے: وہ دو دنیاؤں کے بیچ کی دراڑ میں جیتی ہے۔ وہ ضروری ہے مگر تسلیم شدہ نہیں۔

— نینڈو

فرار پر تارکِ وطن عورت

مہا، 37، آسٹوریا سے، جبری شادی سے بھاگی ہوئی۔

مہا دو برس پہلے مشرقِ وسطیٰ سے آئی۔ وہ اپنے پیچھے ایک ظالم شوہر چھوڑ آئی، ایک خاندان جو اُس کی آزادی نہیں چاہتا تھا، اور ایک ثقافت جو عورت کو اپنے فیصلے خود کرنے نہیں دیتی۔

نیویارک میں وہ آسٹوریا کے ایک مشترکہ کمرے میں رہتی ہے۔ وہ ایک کریانے کی دکان پر کام کرتی ہے۔ وہ شام کو اپنے فون پر ویڈیوز دیکھ کر انگریزی سیکھتی ہے۔

وہ اپنے اندر ایک قدیم خوف لیے پھرتی ہے: کہ اُس کے خاندان کا کوئی اُسے ڈھونڈ لے گا۔ کہ سب کچھ واپس ہو جائے گا۔ کہ آزادی ختم ہو جائے گی۔ اُس کی غیر موجودگی جذباتی ہے: وہ آدھی آدھی موجود ہے، ایک پاؤں نئی زندگی میں اور ایک ابدی فرار میں۔

نیویارک نے اُسے غائب ہونے کا موقع دیا۔ اب اُسے موجود ہونا سیکھنا ہے۔

— نینڈو

میلوں سڑکوں، میٹرو، شور اور دوڑ کی عورت

ایلینا، 50 برس – مین ہٹن، نگل جانے والے شہر میں گزری ایک زندگی۔

ایلینا تیس برس سے زیادہ سے اس شہر میں رہ رہی ہے۔ اُس نے محلوں، عمارتوں، دکانوں اور چہروں کو بدلتے دیکھا ہے۔ اُس نے دوستوں کو جاتے، ساتھیوں کو نوکریاں کھوتے، خاندانوں کو ٹوٹتے دیکھا ہے۔

وہ رہی۔

وہ ایک ڈیپارٹمنٹ اسٹور میں سپروائزر کے طور پر کام کرتی ہے۔ لمبی شفٹیں، بھاری ذمہ داری، مسلسل دباؤ۔ وہ ٹیموں کی قیادت کرتی ہے، گاہکوں کو سنبھالتی ہے، اور ایسے دن بچا لیتی ہے جو ہاتھ سے نکل جانے چاہیے تھے۔

ایلینا اصل نیویارک ہے: وہ جو فلموں میں نظر نہیں آتا۔ وہ جو نظام کو چلاتا ہے۔ وہ جو شکایت نہیں کرتا مگر ہر چوٹ محسوس کرتا ہے۔

اُس کی غیر موجودگی وجودی ہے: اُس نے شہر کو سب کچھ دیا، اور شہر نے اُسے بدلے میں صرف برداشت دی۔

میں، نینڈو، جب ایسی عورتوں سے ملتا ہوں جو بیس برس سے یہاں رہ رہی ہیں، تو کچھ ایسا سمجھتا ہوں جو کوئی سیاح کبھی نہیں سمجھے گا: نیویارک میں رہنا ایک سست جنگ ہے۔ اور جو رہ جاتے ہیں وہ ہر روز جشن منائے بغیر جیتتے ہیں۔

— نینڈو

اختتامیہ

نیویارک ایک ایسا شہر ہے جو دیکھے جانے کا مطالبہ کرتا ہے، مگر خود کبھی سچ مچ نہیں دیکھتا۔ یہ ایک ایسی جگہ ہے جو تمہارے اندر کسی بن مانگے انتخاب کی طرح داخل ہوتی ہے: یا تم اسے قبول کرو، یا یہ تمہیں کچل دے۔

اس کامل افراتفری کے اندر عورتیں وہ ان دیکھا محور ہیں جو سب کچھ جوڑے رکھتا ہے۔ وہ ٹرینوں میں ہیں، باورچی خانوں میں، اسپتالوں میں، اسکولوں میں، فلک بوس عمارتوں میں، گوداموں میں، اُن محلوں میں جہاں طاقت کبھی قدم نہیں رکھتی۔ وہ ہر جگہ ہیں مگر انہیں صرف ضرورت کے وقت خاطر میں لایا جاتا ہے۔

شہر خود زندگی سے تیز دوڑتا ہے، اور اُس دوڑ میں اُنہیں کھا جاتا ہے جو اُسے اصل میں سنبھالتے ہیں۔ نیویارک ہر چیز کا وعدہ کرتا ہے: کامیابی، موقع، نجات۔ پھر ایک ایسی قیمت مانگتا ہے جو بتاتا نہیں۔

سچ سادہ ہے: دنیا کا سب سے مشہور شہر اُن عورتوں کی پیٹھ پر پھلتا پھولتا ہے جو کبھی سرورق پر نہیں آتیں۔

یہ باب انہیں دوبارہ سطح پر لاتا ہے۔ ایک ایک کر کے۔ کہانی در کہانی۔ بغیر چھلنی کے۔ بغیر رومانوی رنگ کے۔ سیدھی کمر کے ساتھ، جیسا کہ ہر وہ زندگی حق رکھتی ہے جو لاکھوں دوسروں کا بوجھ اٹھاتے ہوئے نظرانداز کی جاتی ہے۔

غور و فکر

اس جلد کی ہر ریاست ایک قسم کی غیر موجودگی دکھاتی ہے۔ نیویارک اُن سب کو اپنے اندر رکھتا ہے۔ یہاں عورت کی غیر موجودگی مکمل اور کئی گنا ہے: – وقت کی غیر موجودگی – تحفظ کی غیر موجودگی – ذہنی گنجائش کی غیر موجودگی – اعتراف کی غیر موجودگی – سنے جانے کی غیر موجودگی – مہلت کی غیر موجودگی – خود مختار شناخت کی غیر موجودگی – جو دیا اُس کے بدلے کی غیر موجودگی۔

جو شہر آزادی کا تصور بیچتا ہے وہی شہر ہزاروں عورتوں کو ایسے نظاموں کے اندر زندہ رہنے پر مجبور کرتا ہے جو اُن کے لیے بنائے ہی نہیں گئے۔ وہ ناگزیر ہیں، مگر قابلِ قربانی۔ وہ موجود ہیں، مگر ان دیکھی۔ وہ انجن ہیں، مگر بیانیہ نہیں۔

نیویارک میں ہر عورت ایک مختلف جنگ لڑتی ہے، مگر سب کا میدان ایک ہے: ایک ایسا شہر جو رکتا نہیں، اُن کی جدوجہد کے سامنے بھی نہیں۔

اور ٹھیک اسی لیے یہ صفحات ضروری ہیں: نیویارک صرف اسکائی لائن، فن، ثقافت، کامیابی نہیں۔ یہ غیر موجودگی بھی ہے۔ عورت کی غیر موجودگی۔ سب سے زیادہ ٹالی جانے والی، سب سے سچی، سب سے مستقل۔

ذاتی نوٹ

نیویارک میرا گھر ہے۔ اور ٹھیک اس لیے کہ یہ میرا گھر ہے، میں اس کے جھوٹ معاف نہیں کرتا۔

مجھے اُس شہر کو بیان کرنے میں دلچسپی نہیں جو سیاح، اخبارات، ٹی وی سیریز یا دوسروں کے خواب دیکھتے ہیں۔ مجھے اُس شہر میں دلچسپی ہے جو سانس لیتا ہے، جس کا خون بہتا ہے، جو ہر روز حقیقی لوگوں کے کندھوں پر ٹوٹتا اور خود کو پھر سے بناتا ہے۔

میں نے اتنا دیکھ لیا ہے کہ ایک بات قطعی طور پر سمجھ سکوں: یہاں عورتیں دوگنا اٹھاتی ہیں اور آدھا پاتی ہیں۔ اس لیے نہیں کہ وہ کمزور ہیں، بلکہ اس لیے کہ شہر اُن کی طاقت کا عادی ہو چکا ہے۔ اور جب دنیا تمہاری طاقت کی عادی ہو جاتی ہے تو تمہاری حفاظت کرنا چھوڑ دیتی

ہے۔ میں، نینڈو، نے یہ کہانیاں اس لیے لکھی ہیں کہ میں قبول نہیں کر سکتا کہ یہ سب خاموشی سے گزر جائے۔ میں قبول نہیں کر سکتا کہ جو اس پوری مشین کو چلاتی ہیں انہیں بیانیے سے باہر رکھا جائے۔ میں قبول نہیں کر سکتا کہ شہر کا شور اُن زندگیوں کا شور دبا دے جو اسے تیرتا رکھتی ہیں۔

نیویارک خوبصورت ہے، مگر معصوم نہیں۔

یہ صفحات اسے کہنے کا میرا طریقہ ہیں، کسی چیز پر شکر چڑھائے بغیر، سچ کا ایک ذرہ بھی کم کیے بغیر، کسی سے اجازت مانگے بغیر۔

— نینڈو

Ferdinando Frega